

شمس الاسلام

ماہنامہ



شمالی پنجاب میں تبلیغ اسلام کا مرکز
خان مسعود بھیرہ پنجاب

حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بکوی

سالانہ چندہ

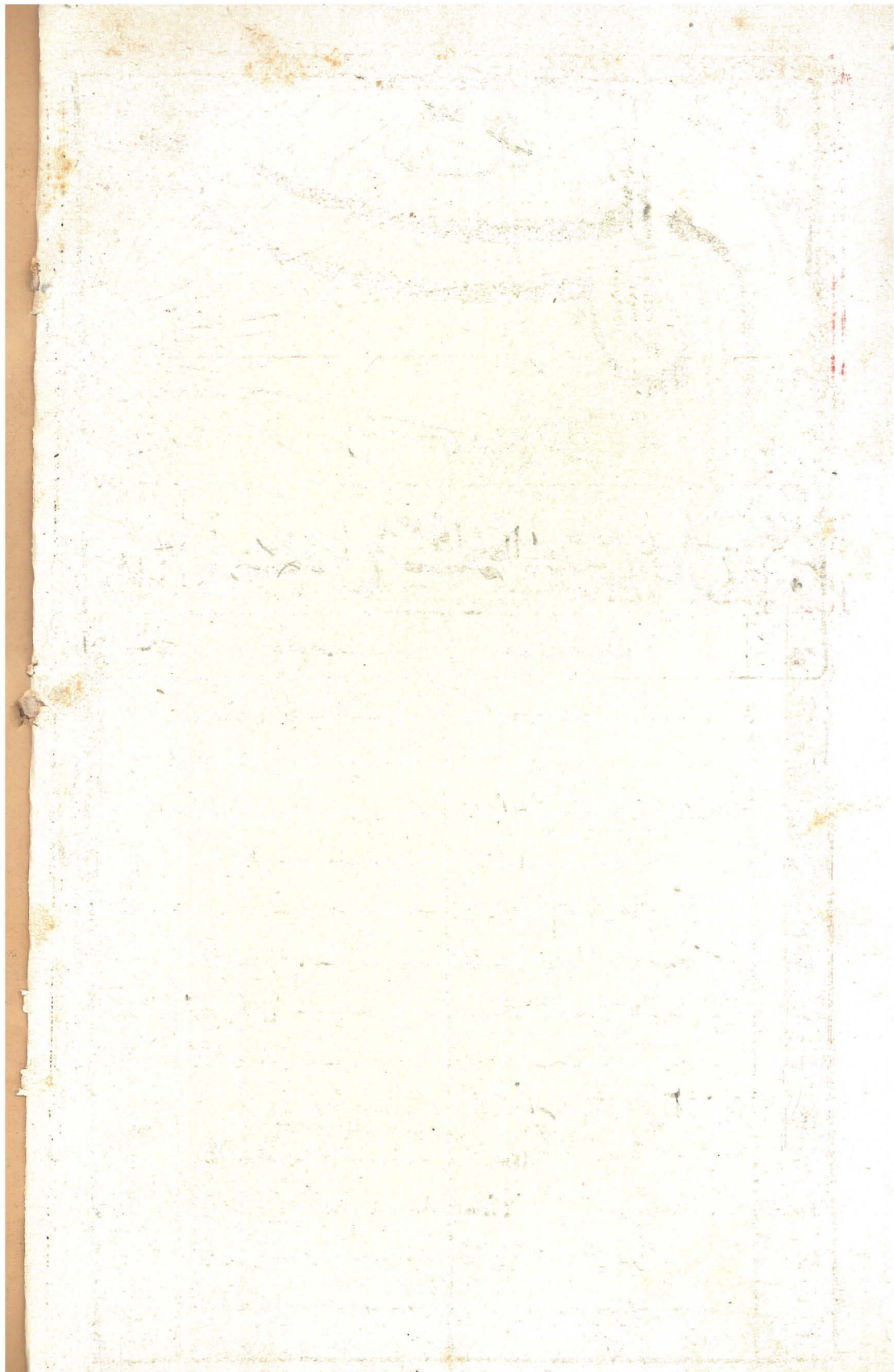
ڈیڑھ روپے

امیر حزب الانصار بھیرہ

پنٹ

نائب مدیر
افتخار احمد بکوی

تحت ادارہ



شہرِ مآہت

مقامِ اشاعت

جامع مسجد بحیرہ (پنجاب)

جلد ۹ بابت ماہِ مئی ۱۹۳۸ء مظاہرِ زینع الاول سنہ ۱۳۵۷ھ نمبر ۵

نمبر شمار	فہرست	مضامین	نمبر شمار
۱	سارفت قرآن (باب التفسیر)	(ادارہ)	۲
۲	باب الحدیث	(")	۳
۳	آخری نبی	از مولانا حبیب الرحمن سرسری مبلغ حزب انصاف	۵
۴	عرض حال	(ادارہ)	۷
۵	دلیل	خان زادہ غلام احمد خان صاحب نگلش	۹
۶	سلم خوابیدہ (نظم)	از جناب مولوی عبد الحمید صاحب ڈابھیل	۱۴
۷	قادیان کا بنی	از جناب محمود الملک ہدایت اللہ صاحب دہی	۱۵
۸	ڈارلھی	(مدیر)	۲۲
۹	مشتقی کے ناپاک عزائم	از جناب لانا پیر زادہ محمد بہاؤ الحق صاحب قاسمی انار	۲۴
۱۰	اسلام اور انب اد جرائم	(ادارہ)	۲۹
۱۱	اسلام کا اجتماعی نظام	(ماخوذ)	۳۴
۱۲	خاکساری فتنہ	قاضی محمد مظہر حسین صاحب متعلم دیوبند	۳۹

(معارفِ قرآن)

بَابُ التَّقْصِيرِ

ثَاذَلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۖ فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ سَرِيبَةٍ
كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ (سورہ بقرہ اول رکوع ۴)

ترجمہ ”بھیر شیطان نے (آدم اور حوا) کو وہاں سے ڈگمگا دیا بھیر حسد میں وہ تھے نکلوا کر رہا۔ اور ہم نے حکم دیا کہ تم نیچے اترو۔ کہ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے اور تمہارا ایک وقت تک زمین پر ٹھکانا اور سامان ہے۔“
حضرت آدم علیہ السلام کو رب العزت نے دنیا و فضیلت عطا فرمائی جنت میں سکونت رکھتے ہوئے وہاں کی نعمتوں سے متمتع ہونے کی اجازت دی۔ مگر ایک درخت کا پھل کھانے سے منع فرمایا بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس درخت کی تاثیر ایسی تھی کہ جو اسکو کھاتا تھا جسمانی آلودگی میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ شیطان کے دل میں حسد کی آگ مشتعل تھی۔ بلاگاہ الہی سے مردود ہونے کے بعد اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے انتقام لینا چاہا وہ مردود کسی نہ کسی طریقہ سے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ کو پھسلانے میں کامیاب ہو گیا۔ شیطان نا صبح مشفق نہ کہ مودار ہوا۔ آدم علیہ السلام نے ”عدو شود سبب خیر گد اخواند“ کو پیش نظر رکھ کر انظر الی ما قال پر عمل کیا ہو۔ یا ممکن ہے کہ آپ نے اسے چھپا بھی نہ ہو۔ یا اس نے اپنی قوتِ جہلیہ سے سمیرنم والوں کی طرح دور سے اثر پہنچایا ہو جس سے آدم علیہ السلام کے دل میں بیات پڑ گئی ہو۔ اور یہ خدشہ بھی نہ ہوا ہو کہ یہ خیال کسی بدخواہ کے اثر سے پیدا ہوا ہے بہر حال ایسے اسباب جمع ہو گئے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت کے کھانے کو احاطہٴ مخالفت سے خارج سمجھا قرآن مجید نے دوسرے مقامات پر اس واقع کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔

يَا آدَمُ هَلْ دَلَّكَ عَلَىٰ شَجَرَةٍ الْخُلْدِ ۖ اِنَّكَ لَكَايِلٌ ۝ (سورہ طہ)

اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رہنے اس درخت سے
مگر اسی لئے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ رہنے
والے اور انکے آگے قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا دوست ہوں

وَقَالَ مَا لَكُمَا دِكْمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ
الْاِنَّ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۖ وَقَا سَمِعَا
اَنِّي لَكُمْ مِنَ النَّاصِحِينَ (سورہ اعراف)

عیش و دام، موت سے نجات، اور ملکیت کی صفات حاصل کرنے کا شوق دلایا۔ اور ساتھ ہی خداوند کریم کے واضح حکم کی تاویل بھی کر دی کہ جو وقت تمہیں منع کیا گیا تھا اس وقت تمہاری حالت کمزور تھی۔ معذہ ضعیف تھا۔ مگر اب تمہاری حالت بدل چکی ہے۔ اور تمہاری استعداد کی قوت کمال کو پہنچ چکی ہے۔ اب تمہارے لئے ممانعت کا حکم نہیں رہا۔ اس مضمون پر شیطان نے قسم بھی کھائی اللہ کی قسم سن کر محبت والوں کے دلوں کا اٹل پہنا لاری امر تھا بہر حال حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی۔ اور آپ نے درخت کھایا۔ آپ کی لغزش تاویل کی وجہ سے تھی۔ ارادہ عصیان کا نہ تھا۔ اور قرآن مجید میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فحسی آدم فلم یجد لہ عذما کا ارشاد موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے صرف بھوکہ لغزش ہوئی۔ مگر حسنات والا، برادر سیئات المقرنینہ کے مطابق انبیاء کی عظیم المرتبت متبوں سے ادنیٰ لغزشوں پر بھی بارگاہ الہی سے پریش ہوئی ہے اسی لئے اس خطا و لغزش کی بنیاد پر آدم اور حوا اور اولاد پیدا ہونے والی تھی سب کی نسبت یہ حکم ہوا کہ بہشت سے جا کر زمین پر رہو۔ باہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے جسکی وجہ سے تکلیفیں پیش آئیں گی بہشت دار العصیان اور دار اللذات نہیں ان امور کے مناسب دار دنیا ہے جو تمہارے امتحان کیلئے بنایا گیا ہے مگر دنیا میں ہمیشہ نہ رہو گے بلکہ ایک وقت میں نکال دیو گے۔

آدم علیہ السلام زمین پر نازل ہو کر عرصہ تک بارگاہ الہی میں گریہ و زاری کرتے رہے بارگاہ الہی سے ان کے قلب پر بطور الہام چند کلمات القا ہوئے جن کی بنیاد پر ان کی توبہ قبول ہوئی اکثر مفسرین کے قول کے مطابق وہ کلمات یہ تھے دنیا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا ونرحمنا لنكونن من الخاسرين جیسا کہ سورہ اعراف میں مذکور ہے۔ ان آیات کی تفسیر میں شیعوں کے فرعونات قارئین کی آگاہی کے لئے عجائبات شیعہ { فجهت الذی کفر } سے نقل کئے جاتے ہیں علیہ السلام سے مراد علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ حسن و حسین و ائمہ اولاد حسینؑ اور ان سب کے شیعوں کے نام اور ان کے کرشن شمنوں کے نام ہیں۔ (تفسیر برہان حاشیہ نمبر ۷) عرض ہم علی الملئکہ سے مراد یہ ہے کہ فرشتوں کو محمدؐ و علیؑ و ائمہ کے نور دکھلائے گئے۔ (تفسیر برہان نمبر ۷)

جس درخت کے قریب جانے سے آدم کو منع کیا گیا تھا وہ آل محمد کے علم کا درخت ہے حاشیہ نمبر ۸) کلمات سے مراد یہ ہے اللہم بجا محمد و علی و فاطمہ و الحسن و الحسین و الطہیین من اللہم (حاشیہ عاصف)

بَابُ الْمُحَدِّثِ

(۱) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمل علینا السلاح فلیس منا ومن غشنا فلیس منا (مسلم ابن ماجہ) (جو شخص ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں، اور جو شخص ہم مسلمانوں کو دھوکہ دے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔)

(۲) عن ابی ہریرۃ وابی ہریرۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رما بالنبل فلیس منا (براز، طبرانی، احمد) جو ہم پر تیر چلائے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۳) الا ان دما کذکم واموا لکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ہذا فی جلدکم ہذا فی شہرکم ہذا لا ترجعون بعدی کفاراً (یعوب بعضکم دقاب بعض بخاری) مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) (خبردار تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس دن (روزِ حج) کی اس شہر (مکہ) اس ماہ (ذی الحجہ) میں (تم) حرمت کرتے ہو اور قتل و غارت وغیرہ کو حرام جانتے ہو۔ میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا۔ کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن مارنے لگے۔)

(۴) لروا الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم (مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ) (ساری دنیا کا فائدہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے زیادہ آسان ہے۔)

(۵) سباب المسلم فسوق وفاقلہ کفر (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) (مسلمان کو کالی نینا فسق ہے اور اُس سے قتال کرنا کفر ہے۔)

(۶) المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی) (مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں۔)

(۷) اجتنبوا السبع الموبقات الشوک باللہ والسکھ و قتل النفس التي حرم اللہ الا بالحق والکل الربوا واکل مال یتیم و تنوی يوم الزحف وقذت المحصنات للموت بالغاflات (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی) ان سات چیزوں سے بچو جو مالک کرنے والی ہیں۔ اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔ جاؤ۔ جس جان کو خدا نے حرام کیا ہے اس کو بغیر حق مار ڈالنا۔ سود خوری۔ یتیم کا مال کھانا۔ جہاد کے دن میٹھ پیٹھ پھیرنا۔ سیدھی پاک مسلمان عورتوں پر ہمت لگانا۔

آخری نبی

(مولوی حبیب اللہ امجدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین علیہ السلام)

تفسیر جامع البیان (چھاپہ مصری) کی جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ پر امام حافظ مورخ محدث ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

”اللہ تعالیٰ اس مقام میں ارشاد فرماتا ہے۔ اے لوگو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید بن حارثہ کے باپ نہیں ہیں۔ اور نہ ہی تم میں سے کسی شخص کے باپ ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بیٹے زید نہیں ہیں۔ کہ اس کی بیوی بعد اسکے کہ زید اس کو طلاق دیدیتا آپ پر حرام ہوتی۔ لیکن آپ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپ وہ ذات پاک ہیں جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا۔ اور اس پر مشرتا کر دی پس آپ کے بعد قیامت تک کسی شخص کیلئے بھی نبوت نہ کھولی جاسکی۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے سر عمل اور فعل اور گفتار وغیرہ کو بخوبی جانتے ہیں۔ اور خدا پر کوئی چیز بھی مخفی نہیں۔ اس آیت میں جو کچھ ہم نے تاویل کی ہے۔ اہل تاویل نے بھی ویسے ہی منہ کئے ہیں جس نے ایسا فرمایا ہے ان کا ذکر یہ ہے۔

ہم سے بشیر نے روایت کی ہے کہ ہماروایت کی ہم سے زید نے کہا ہم سے روایت کی سعید نے۔ اس نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کا کلام ”ماکان محمد ابا احد من رجا لکم“ حضرت زید کے بارے میں اترا تھا۔ کیونکہ زید بن حارثہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا نہ تھا۔ اور مجھے اپنی عمر کی قسم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ قاسم، ابراہیم و طیب و مطہر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آخری نبی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔

مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عمار نے کہا ہم سے علی بن قادم نے روایت بیان کی۔ کہا سفیان نے ہم سے روایت بیان کی اس نے بشیر بن زعلوق سے روایت کی اس نے امام علی رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا ماکان محمد ابا احد من رجا لکم آیت حضرت زید بن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور رسول اللہ منصوب ہے اور رسول اللہ مرفوع بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ اگر حدیث نافذ قرار دیا جائے۔ اور عبارت یوں ہوگی و لکن ہو رسول اللہ اور ہمارے نزدیک قرأت نصب ہے۔

آیت خاتم النبیین میں قاریوں کا اختلاف ہے۔ امام حسنؑ اور امام عاصمؑ کے سوا باقی سب قاریوں نے خاتم آیت خاتم النبیین پڑھا ہے۔

جسکے معنی یہ ہیں کہ آپ نے انبیاء کو ختم کر دیا ہے اور حضرت عبداللہؓ کی قراۃ میں ذکر کیا گیا ہے۔ وَلَكِنْ
نَبِیَا خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ یہ دلیل ہے اس کی صحت کی جس نے خاتم پڑھا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ذات ہیں جنہوں نے نبیوں کو ختم کر دیا۔ امام حسنؓ اور امام عاصمؓ سے جو قراۃ
نذکرے اس میں خاتم النبیین رفتح اتاء آیا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں۔ گما قرأ
مختوم ختامہ مسک یعنی آخرہ مسک من قراء ذلک کذلک،

سوال

حافظ ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ کیسے بزرگ ہیں؟

جواب

۱۔ انقرة مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”آئینہ کمالات اسلام“ کے صفحہ ۱۶۹ پر ان کو
رئیس المفسرین لکھا ہے۔

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”چشمہ معرفت“ کے صفحہ ۲ کے حاشیے پر امام محدث بن جریرؒ کو
نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے لکھا ہے۔

۳۔ مفسر ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۳۱۰ھ میں ہوئی ہے (عسل مصطفیٰ جلد اول)
جامع البیان نے تفسیر القرآن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ پر ہے۔

”القول فی تاویل قولہ تعالیٰ (ما کان محمد ابداً احد من رجالکم) ولکن رسول اللہ و
خاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما، بقول تعالیٰ ذکرہ ما کان ایہا الناس محمد
ابا زید بن حارثہ، ولا ابا احد من رجالکم الذین لم یولدہ محمد فیجوز علیہ نکاح
زوجة بعد فراقة اباہا، ولکنہ رسول اللہ و خاتم النبیین الذی ختم النبوة فطبع
علیہا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ وکان اللہ بکل شیء علیما من اعما لکم
ومقالکم وغیر ذلک ذاعلمہ بخفی علیہ شیء ونجی الذی قلنا فی ذلک قال اہل
التاویل ذکر من قال ذلک حدثنہ بشیر قال ثنا زید قال ثنا سعید عن قتادۃ ر قوله ما
کان محمد ابداً احدکم من رجالکم قال نزلت فی زید اذہ لم یکن بابنہ ولعمری و
لقد ولد لہ ذکور اذہ لا ابوالقاسم و ابراہیم والطیب والمطہر ولکن رسول اللہ و
خاتم النبیین ای آخرہم وکان اللہ بکل شیء علیما حدثنہ محمد بن عمارۃ قال ثنا
علی بن قادم قال ثنا سفیان عن بشیر بن زعلوق عن علی ابن الحسین فی قوله ما کان

محمد ابا احد من رجالکم قال نزلت فی زید بن حارثۃ والنصب فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمحیی تکرہی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والرفع بمحیی الاستئناف ولكن هو رسول اللہ والقرءۃ النصب عندنا واختلف القراءۃ فی قرءۃ قوله وحاتم النبیین فقرء ذلك قراءۃ الامسار سوى الحسن وعاصم بكسوا التاء من خاتم النبیین بمحیی انه ختم النبیین فذلك دليل على صحۃ قراءۃ من قراءۃ بكسوى التاء بمحیی انه الذى ختم الانبياء صلی اللہ علیہ وسلم وعليہم وقراءۃ ذلك فيما يذكروا الحسن وعاصم خاتم النبیین بفتح التاء بمحیی انه اخر النبیین كما قراء فختوم ختامه مساب بمحیی اخرۃ مساب من قراءۃ ذلك كذلك

عرض حال

ماہ اپریل کے آغاز میں سے امیر حزب انصار نے دلی آکر وہاں دھڑکا تبلیغی مفر اختیار کیا مولانا تبلیغ احکام الہی امیر شاہ صاحب و مولانا عبدالرحمن صاحب نے سکھنے کی ضلع کو جرنال اور صدر شاہ پور کے اسلامی اجتماعات میں شرکت اختیار کی ۱۴ اپریل کو حزب الانصار کا تبلیغی وفد سبرکردگی امیر حزب الانصار ٹیکسید ضلع راولپنڈی پہنچا ٹیکسید میں ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل کو امیر حزب انصار کی صدارت میں شاندار جلسہ منعقد ہوئے جنہیں اکان وفد مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا امیر شاہ صاحب مولانا عبدالرحمن صاحب سبزی کے علاوہ مولانا علم الدین صاحب کیمپوری مولانا غلام عوث صاحب ہزاروی مولانا شمس الدین صاحب اور خانزادہ غلام احمد خان صاحب گنیش کی زبردلہ انگن اور باطل کن تقاریر ہوئیں خاکساریت اور نقص پر بدعت کی حقیقت حاضرین پر منکشف ہو گئی ٹیکسید کے جلسہ کے بعد ضلع ہزارہ کے چار مقامات سرانے ضلع ہری پور، ترناوہ، سلطان پور اور ضلع کیمپور کے دو مقامات گڑھی افغاناں اور بدھو میں حزب انصار کی سرپرستی میں جلسہ منعقد ہوئے ان مقامات پر ارکان؟ قد کی تقاریر نے مسلمانان علاقہ کو جدید فتن سے محتجب ہونے کی تباہی کی اور ان کے قلوب میں نبی بیداری پیدا کر دی، انصار المسلمین کی شاخیں علاقہ بھر میں قائم ہو رہی ہیں مولانا حکیم عالم صاحب مولانا محمد داؤد صاحب اور مولانا عبدالحی صاحب بھوٹوی کی مساعی جمیلہ اگر جاری رہیں تو انشاء اللہ تمام علاقہ کے مسلمان منظم ہو کر نبی و دنیوی فلاح کے لئے مستعدہ لائحہ عمل پر کاربہ ہونگے۔

۲۶ اپریل کو امیر حزب انصار واپس بھیرہ پہنچ گئے اور مولانا حبیب اللہ صاحب ضلع کیمپور کے دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں مولانا امیر شاہ صاحب و مولانا عبدالرحمن صاحب ضلع راولپنڈی کے چند مقامات کے تبلیغی دورہ سے فائدہ ہو کر ہر مہینہ کو بھیرہ پہنچ جائینگے دارالعلوم عزیزہ میں سلسلہ تعلیم حبیب شوریہ جاری ہو امرت و تعمیر کا کام

۵۷ کرانہ ذلک فی قرۃ عبد اللہ

۵۷ کرانہ ذلک فی قرۃ عبد اللہ

ساقی منیر

(از احمد وجیہ اللہ صاحب عنانی)

وہ نور جواب تک مخفی تھا اللہ کے امتدادوں میں
آچکا عالم ظلمت میں آدم کا زمین ضلالت میں
آیا وہ رحمت عالم بن مادی رسول زمان و زمین
آیا جو شہود کے عالم میں صبح ازل کا نور ضیاء
اے ساقی کوثر شاہ عرب اے نور تیرا در شمس و قمر
اللہ کے غافل بندوں کو غفلت سے جگا ہشیار کیا
اے مسلم خوابیدہ دوراں گم کردہ منزل اے ناداں
اللہ کے در پہ سر کو جھکا دنیا ساری ہو تیرے در پر
اللہ کے در کی جبین سائی ہے دنیا کے شاہوں کی شاہی
تو خدا کا بن تو خدا ہو ترا من کان باللہ کان لہ
حریت کوش تو بنکد پھر دنیا کو دے اب در غسل
اے احمد عربی اے کریم اے مادی کو نہیں شاہ عجم
ترا کلمہ پڑھنے والوں کو بلے دنیا میں تاج شہنشاہی

ابھرا وہ افق مکہ سے چمکا شرب کے غاروں میں
پھیلا وہ مطلع فاراں سے میدانوں میں کہساؤں میں
برسا ایک اجر حجت حق، دنیا کے جہنم زاروں میں
اک کیف آگیں سرور عیاں ہو اجنت کے بازاروں میں
ہے جلوہ ترا گلزاروں میں ہے ظہور تیرا سیاروں میں
اٹھے وہ ریت کے دروں ہی جھلکے فلک کے تاروں میں
ہشیار ہو تو اور قدم بڑھا سر عرش کے اہل گداؤں میں
پائیکے ملک بھی حکم سجد تیرے معصوم اشاروں میں
سیمائے وجہ سناؤں میں سجدے کی چمک تلواروں میں
تسبیح نیم شبی ہوگی تلواروں کی جھنک کاروں میں
پھر آن دکھا ضرار کی تو او حید بن کراروں میں
امت پہ ذرا ہو نظر کرم بیا رہے یہ بیماروں میں
عقبی میں رہیں یہ عرش تلے او حجت کے گہواروں میں

اے طلبہ کے رہنے والے نبی امت باجمعی ابی

عبر ساقی کو جلوہ دکھاؤ کبھی روضے کی درود یواڑوں میں



رسالہ خیر جاری و تردید مذہب خاکساری - از تصنیف پیرزادہ مولانا محمد مبارک الحق

صاحب قاسمی قیمت
رسالہ مظلوم قوم - از تصنیف مولوی محمد بخش صاحب مسلم بی، اے لاہوری۔

مینجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (نیچا)

قیمت
چھلنے کا پتہ

دُلل

(ارخان زادہ غلام احمد خان صاحب نگش)

دلدل جس کو سال بسال شیعہ صاحبان بڑے فخر و مباہلت کے ساتھ محرم میں نکالتے ہوئے خواہ مخواہ فساد برپا کرنے کے موجب بن جاتے ہیں۔ کاش کہ ان کے علما و علماء اور تعلیمیافتہ طبقہ اپنی مذہبی روایات کو مد نظر رکھ کر عوام کا لالچام کو سمجھانے کی کوشش کر کے دلدل نکالنے کی فصول اور تسخیر انگیز رسم سے باز رکھتے۔ کیا ایسے مراسم اسلام سے کوئی دور کا واسطہ بھی رکھتے ہیں۔ جن کو پنجاب کی شیعہ پولیسکل کالفرنس کے صدر نے پچھلے دنوں اپنے صدارتی خطبہ میں اپنا ایک مذہبی فیصلہ بتا کر حکام کے علاوہ عام اہل سنت سے بھی رواداری کی درخواست کی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مراسم و بدعات پر خاموش رہنا رواداری ہے تو پھر قادیانی کے دعاوی پر بھی اہل اسلام بالخصوص شیعہ مجالس کیوں رواداری سے کام نہیں لیتے۔ اور جس نے بغرض تبلیغ اسلام اپنے زعم میں گونا گویا ناقص و باطل ہی کیوں نہ ہو صاف صاف اعلان کیا ہے کہ (صد حسین است در گریہ نام) کیوں روئے الٹا لے کر کوشش کرتے ہیں۔ الغرض قصور ڈبرہ دو کوٹا وغیرہ مختلف مقامات میں دلدل کے جلوس نکالنے پر زور دینا اور حکام متعلقہ کو اپنی تائید کے لئے آمادہ کرنا اور پھر اس کو (برعکس نام ہندو ننگی کافور) مذہبی رسم سے موسوم کرنا حکام کو مناظرہ دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ خدا کے لئے آؤ اور تھوڑی دیر کے لئے توجہ سے سنکر معلوم کر لو کہ شیعہ مذہب میں دلدل کیا ہے۔ اور کس شان سے ظاہر کیا گیا ہے

(حیات القلوب جلد دوم ص ۵۵) از تصنیفات عالم ربانی ملا باقر مجلسی (اصفہانی)

و اما مقوقش چون نامہ حضرت باور سید نامہ را گرامی داشت و بوسید و در جواب نوشت کہ میدانم پیغمبر سے ماندہ است مے باید کہ معجوت گردد و رسول ترا گرامی داشت و برائے حضرت جہانگیر فرستاد کہ یکے از انما اور ابراہیم بود و خواہر او سیرین و دراز گوشے کہ آں را بچھوڑ و استرے کہ آں را دلدل۔ مے گفتند فرستاد و مسلمان نہ شد.....

الایضا غیاث اللغات باب دال مطہ لہ لام) دلدل بضم د و دال نام مادہ استری شغیدہ سیاہی مائل کہ حاکم اسکندریہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرستادہ بود و آنحضرت بامیر المؤمنین علی تجشیدہ بود و برائے سواری) دونوں مسطورہ بالا کے فارسی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہے

کہ مقوقش بادشاہ مصر نے رسول خدا کے فرمان کے جواب میں احترام و ادب سے لکھا کہ اگر یہ اس قدر تو مجھے بھی علم ہے کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے لیکن نے الحال قبول کرنے سے منکر و متوہ۔ البتہ بطور تحفہ چار نوڈیاں اور

ایک گدھا غفور نام اور ایک چمچ جس کو دلدل کہتے تھے حضور پر نور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور ان لوگوں میں سے ایک ماریہ نام رسول اللہ نے اپنے پاس رکھی جسکے بطن اطہر سے یغیمہ جدا کا ایک بیٹا ابراہیم تولد ہوا لیکن دوسری مستدر روایت نے توفیصلہ کی کر دیا تاکہ بعد میں کوئی شیعہ نہ کہے کہ وہ دلدل اور تھا اور علی کا دلدل اور اس لئے غیاث اللغات کا ترجمہ بھی سنئے۔

رد دلدل اس خاکستری رنگ مابین خچر کا نام ہے جو اسکندریہ ملک مصر کے حاکم نے رسول علیہ السلام کی خدمت میں بھیجی تھی جس کو رسول خدا نے علی کو واسطے سواری کے بخش دی تھی۔

ناظرین کرام، دلدل کی کیفیت بجا کتاب باقر مجلسی آپ صاحبان نے دیکھی اور سنی۔ اور عام مابلد و ناخبر مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی کر دیا یہی وہ دلدل ہے جسکے نکالنے اور کوچہ کوچہ پھرنے میں ہندوستان کے کونہ کونہ بالخصوص پنجاب میں شور و غلبہ جنگ و جدال کا بازار گرم کر رہے ہیں۔ عوام تو قابل ذکر نہیں تمام پنجاب کی شیعہ کافر نس کا صدر بھی باوجود تعلیم یافتہ اور اعلیٰ پایہ رکھنے کے بجائے اصلاح اور امتناع کے ایسے امر کو ایک مذہبی رسم اور فرض بتا رہے ہیں۔ حیف امام المائتہ اور بانی مذہب امامیہ حیدر و جعفر رضی اللہ عنہما کی پاکیزہ تعلیمت سے ان کے نام لیوا کیسے صریح طور پر روگردان ہوئے ہیں۔

فاطر بن کرام، دلدل کا مرقومہ بالا شجرہ نسب حیات القلوب غیاث اللغات کے علاوہ کیم اللغات میں بھی درج ہے جس کا جی چاہے ملاحظہ کریں لیکن اس کی محیر العقول ترقی کا حال بھی ہزار میں سے ایک مشت نمونہ از خروار کے مصداق پر آپ کو بتانا ضروری تصور کرتا ہوں۔

آپ صاحبان نے بحوالہ جات صدر معلوم کر لیا ہوگا۔ کہ مقوقس بادشاہ مصر کے اصطبل میں منجھلہ دیگر چار پاونکے ایک مادہ چمچ بھی تھی۔ اور اس کا نام دلدل رکھا گیا تھا۔ اب آپ دیکھیں کہ رفتہ بہی دلدل مسولینی کی طرح جو چائے فروشی سے ترقی کرتے ہوئے آجکل اٹلی کا خود مختار وکٹیشن بن گیا ہے کیا سے کیا بن گیا، سنئے اور حقہ نوش و ایٹان دلدل دھواں اڑاتے ہوئے خطا اٹھائیں۔

(فضائل قرضوی) پیچ خیر کے قلعے جب فتح ہو سکے تو رسول خدا نے مدینہ کی طرف رخ کر کے ناد علی پڑھی اس وقت حضرت علی سجادہ پر بیٹھے ہوئے تھے آپ کی آنکھوں میں درد تھا جب حضرت کی آواز سنی تو کہا لبیک یا رسول اللہ، رونا نہ دلدل پر مار کر فرمایا اے دلدل اگر ظرفہ العین میں مجھے تو نے خدمت میں جناب رسول خدا کے نہ پونچایا تو پھر میں کبھی تجھ سے سوار نہ ہوں گا۔ خداوند عالم نے دلدل کو اس قدر طاقت عطا کی کہ ایک مہینہ کی راہ ایک چشم زدن میں طے کی۔ ناگاہ منظر العجایب و انحراب نمودار ہو کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا حکم

تاکہ پورا پورا ثبوت آتا کہ مومنین کے لئے قرۃ العین بنائی جائے والسلام علی من اتبع الهدی
صرف اسی ایک جھوٹ پر کہ قمار بھرتی تو بھی خیر لیکن دلائل کے متعلق اس قدر جھوٹ موٹ کی روایتیں بنائی گئی ہیں کہ ان
سب کو جمع کر کے قلعہ بنا کر یقیناً ناممکن ہے۔..... آؤ اس جھوٹے رنجیر کی ایک اور کڑی بھی ملاحظہ فرمائیے۔
(فضائل مرتضوی) ص ۲۰۰.....

نشر ہزارے کے ملک جبرائیل آئے دلدل نے سواری بنت رسول لائے
در سے ہوئیں بتول برآمد جو سر جھکا گئے دامن کے گوشے آسیہ نے آنکراٹھائے
سارا زن غلیل کا دل باغ باغ تھا
پروانہ یہ تھے جلوہ زہرا چراغ تھا

ماذق میرٹھی کے مندرجہ بالا اشعار کے تشریفی الفاظ کے ساتھ گوہر ایک جلد بے سرو پائے میر کوئی تعلق نہیں۔ خاص
قابل توجہ صرف دلدل کی سواری ہے ناظرین کرام دلدل کی مختصر کیفیت گذشتہ سطویں تو آپکے ملاحظہ سے گذری تھیں
جاننا چاہئے کہ حسب طرح باقر مجلسی نے (حیات القلوب جلد ۷ صفحہ ۱۸۱) لکھا ہے کہ یہ واقعہ ہجرت کے چھٹے سال
میں ہوا تھا۔ (اسی طرح کتاب معارج النبوة رکن چہارم ص ۱۷۱) میں بھی درج ہے کہ یہ واقعہ ہجرت کے سال ششم کا ہے
جبکہ مختصر عبارت فلاسی میں حسب ذیل ہے:-

”موقوفش حاکم اسکندریہ جواب کتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروح جبریل نوشت و چہار کنیرک ترکیہ و یک خواجہ
و مبتیہ جامہ وار و نہر اشغال طلاء و استرے سفید دلدل نام و دراز گوشے کہ یعقوش نے گفتند بہم تھے نزد آنحضرت
فرستادند چنانچہ دلدل را برائے سواری آنحضرت نگاہ داشت بعد از وفات او بفاروق رسید و بعد از فاروق
یعنی اللہ عنہ لعلی رض رسید و بر آن سواری میگرد و در زمان معاویہ ہلاک شد“.....

ترجمہ موقوفش حاکم اسکندریہ نے جواب فرمان رسول علیہ السلام ایک مؤدبانہ جواب تحریر کیا اور ساتھ ہی چار نفس
ترکی نوڈیاں اور ایک نفس خواجہ سر امین جوڑے کپڑوں کے اور ایک نہر اشغال سونا تھمنا یا تھنپو پاؤںڈ اور ایک
سفید رنگ کا نیچر دلدل نام اور ایک یعقوش نام گدھا بطور تحفہ روانہ کیے چچر مذکورہ جبکہ دلدل کہتے تھے رسول خدا
نے اپنے پاس رکھا اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق کو پہنچا۔ اور بعد شہادت آنجناب حضرت
علی کو بلا حسیہ وہ سواری کرتے رہے اور بعد رحلت ان کے حضرت معاویہ کے زمانہ میں ہلاک ہوا۔.....
(نوٹ: ناقابل تردید) علیا حضرت بی بی فاطمہ کی شادی یقیناً ہجرت کے دوسرے سال میں ہوئی تھی چومسلمہ
فریقین ہے اس وقت دلدل موقوف کے اصطبل میں بارہواری کا اپنا فرح منجسی ادا کر رہا تھا۔ اس شادی خاندان آبادی سے

چار پانچ سال بعد دلدل رسول کریم کی خدمت میں بطور ہدیہ پونہچا تھا۔ لیکن دیکھئے کہ حادثہ صاحب اس مبارک شادی میں بھی دلدل کو سواری کے لئے موجود اور حاضر تھے۔ اب بتائیے کہ یہ دلدل کا معجزہ ہے یا شیعہ شاعر کا۔ بھلا ایسی ویسی خانہ ساز روایتوں کا کون احق ہوگا جو اعتبار کر لیا۔ دیکھئے حیات القلوب معارج البتوۃ غیاث اللغاتہ کریم اللغاتہ چار معتبر کتابوں کے حوالوں سے دلدل کی سوا آخری آپ کے گوشگزار کی گئی۔ یہ امر شیعہ مجتہدین و غیرہ علماء سے بھی پوشیدہ نہیں تاہم اپنی گرم بازاری اور طبع نفسانی کی خاطر ان ابا طیل سے عوام رافضہ کو روشناس نہیں کرتے بلکہ نام کے سنسنی جملہ بھی دو قدم بڑھکر دلدل پر نذریں مانتے ہوئے دھوپی کے کٹنے کی طرح نہ گھر کے اور نہ گھاٹ کے اور نہ دین کے رستے میں اور نہ دنیا کے حتیٰ کہ رفتہ رفتہ اسر جزیرہ در کان نمک رفت نمک شد شیعوں کے معقدات کے گرویدہ ہو کر نہ اسلام پر قائم رہتے ہیں نہ قرآن پر بلند اسر لیک ناظر شمس الاسلام اپنے اوپر لازم سمجھے کہ وہ عام ناخواندہ مسلمانوں کو دلدل کی ذات پات سے روشناس کر کے آئندہ شیعوں کی شرکت سے باز رکھنے کی کوشش کر کے امام باڑوں میں جانے سے روکیں۔ کہ جس میں سوائے جھوٹ اقرا و فحش گوئی نغمہ سرائی کے نہ نماز کا کوئی اہتمام ہے اور نہ خدا کے نازل کردہ قرآن پر چلنے کا ذکر یا نام۔ خواہ مخواہ عاقبت برباد گناہ لازم۔

سیف اللہ المسلمول۔ اس کتاب میں مولانا ابوالفضل دسیر نے مسئلہ خلافت پر محرکۃ الارباح بحث کر کے خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت حقہ قرآن مجید کی آیات سے ثابت کی ہے اس کتاب میں فیض یاری اور تخریر داری اور آئینہ مذہب شیعہ کے رسائل بھی شائع کئے گئے ہیں۔ علامہ اصفہانی مجتہد مذہب شیعہ کا فتویٰ دربارہ عدم جواز بدعات محرم بھی شائع کیا گیا ہے قیمت آٹھ آنہ مر حرمت تخریر داری کے متعلق شیعہ علماء و مجتہدین کے فتاویٰ فی سینکڑہ دو روپے (رکھ) **تخریک قادیان**، مؤلفہ جناب سید حبیب صاحب مالک اخبار سیاست لاہور قادیان کے عقائد پر مکمل تبصرو اور رد قیمت ایک روپیہ (رکھ)

ہدایات القرآن۔ عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا مبلغ رد۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ یورپوں کے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ عیسائی لاکھوں کی تعداد میں "حقائق قرآن" کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں۔ لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے قیمت فی سینکڑہ سات

فی نسخہ آٹھ
ملحق کا پچھلے
نمبر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

مسلم خوابیدہ

از مولوی عبدالحمید صاحب متعلم جامعہ ڈابھیل

مسلم خوابیدہ اٹھ اب خواب سے بیدار ہو
تھام لے علم شجاعت ترک کر خوفِ نرس
گر ترقی اور آزادی کی خواہش ہے مجھے
دشمنانِ دین حملے کر رہے ہیں دین پر
انقلاباتِ زمانہ سے سبق لے لے جاؤں
ہونے والا ہے تصادمِ دشمنوں اب ترا
ہے اگر کچھ پاسِ خاطر دین و ملت کا تجھے
خوابِ نوشین تابے غفلتِ شعاری کلب
مفسلی کا قوم کی اور سبکیسی کا قوم کی
بن محافظِ ملتِ اسلام کا اے نوجواں

یہ زمانہ کا تقاضہ ہے کہ تو ہشید ہو
لے خدا کا نام ملت کا علم بردار ہو
سرکلفتِ میدان میں آ اور قوم کا سردار ہو
تو بھی اپنے وقت کا اب خالدِ جبار ہو
غیر کی قوت پہ تو نازاں نہ ہو خوددار ہو
اک نظمِ فوج کا تو بھی سپہ سالار ہو
ہاتھ میں شمشیر لے کر اب ذرا تیار ہو
ہو چکیں بیدار تو میں تو بھی اب بیدار ہو
ہے اگر کچھ درد دل میں پیکر اثار ہو
اے مجاہد تیرا شیوہ شیوہ انصار ہو

بادہ نوشِ حریت ہو اے حمیدِ ناتواں

اٹھ کہ آیا وقت شاملِ زمرہٴ احرار ہو

آفتابِ ہدایت مؤلفہ شیرِ اسلام مولانا ابوالفضل دسیر۔ اس کتاب میں مذہبِ شیعہ کی حقیقت
کامل طور پر واضح کی گئی ہے شیعوں کے جملہ مطاعن، شیعوں کی فقہ کے گھناؤنے مسائل شیعوں کے اصول
و فروع اہل سنت کی صداقت پر قرآن و حدیث۔ اقوال ائمہ سادات رکتبِ شیعہ کے حوالہ سے پرورد
دلائلِ مباین کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حربہ کا کام دیتی ہے مجتہدینِ شیعہ
اس کے جواب سے عاجز آ چکے ہیں۔ شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب دئے گئے ہیں۔

قیمت ۳۰ روپیہ (۳۰ روپیہ) منیجرِ جریہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب
ملنے کا پتہ

قادیان کا نبی

عدالتی احکام کے ماتحت نزولِ وحی

(از جناب ابوالحمود ملک ہدایت اللہ سوہاڑی)

خدا کے پاک بندوں کو حکومت کی غلامی میں زبردہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے۔ تو استغنا مرزا صاحب قادیانی کی تالیف کردہ کتب سے مندرجہ ذیل حوالوں کو دیکھ کر آپ حیران ہو جائیں گے کہ نبوت اور امامت تو بہت دور کی چیز ہے وہ تو معمولی خودداری سے بھی بالکل کورے تھے جس کا ہر ایسے شخص میں ہونا نہایت ضروری ہے جو کہ صرف کسی شریف خاندان سے کچھ دور کا واسطہ بھی رکھتا ہو۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اگر کوئی شخص فاسق فاجر اور کافر بھی ہو لیکن کسی مندرجہ خاندان سے کچھ اس کا تعلق ہو یا اس کے اپنے ضمیر میں روشنی کی کوئی جھلک باقی رہ گئی ہو تو اس سے اس طرح ضمیر فروشانہ اور ذلیل کی حرکات کا ظاہر ہونا ناممکن ہے پھر کیسی نبوت اور ریاست! چہ نسبت ظالم بائبل کا پانچویں باب کی شان

حضرت ابراہیمؑ موت کو سامنے دیکھتے ہوئے بھی نمرود سے دراز ترساں و لرزاں ہوئے؛ یا آتش میں گرنے تک تبلیغ حق علی الاعلان ہوتا رہا؛ عزیز مصرؑ پر باغظم کیا تھا۔ درحقیقت مصر کی سیاسی سفیدی کا مالک تھا۔ اس کی بیگم نے یوسف علیہ السلام کو نافرمانی پر جیل خانے کی دھکی دی۔ انہوں نے دوڑ کر اسی جیل خانے میں ڈیرے ڈال دئے کہ

نہ کردیں مجھ کو مجبور نوافروس میں خوریں مر اسوزدروں پھر گرمی محفل نہ بن جائے

فرعونؑ موصیٰ؛ الامان والحفیظ۔ رعوت ظلم جبر و قہر کا مجسمہ نہارا اسرائیلیوں کو لمحہ بھر میں قتل کر دیا اس کا معمولی شغل تھا۔ لیکن اسی قوم کے ایک فرد موسیٰ علیہ السلام کو جب اعزازِ نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ تو وہی اسرائیلی نبی اسی فرعون کے پاس جا کر اس سے اپنی قوم بنی اسرائیل کی حاسپی کی طلبی اس طرح کرتے ہیں جیسے کسی چار کو جو تار مٹ کرنے دے گئے تھے۔ اور اب واپس مانگ رہے ہیں۔ ارسل معنابی اسرائیل

لگے ہوں سینکڑوں فرعون میری گھات میں بھی مجھے کیا غم کہ میری آستیں میں ہے بیڑیا

رسول مقبول کا ثبات قدم

کون سا متم تھا جو اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ڈھایا اور کون سا لاپرواہ تھا جو انہوں نے حضور کو نہ دیا یا کون سی دھکی تھی جو باقی رہ گئی تھی پھر کیا کبھی کبھی اشر فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ہوا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ سر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری ضالیاں،
اچھا اندیلا کی مثال نادارہ کو چھوڑے نجاشی شاہ حبشی پر وزیر شاہ ایران یا سر قل شاہ روم کے پاس جب صحابہ رضی
تعالیٰ عنہم گئے۔ تو تاریخ سے پوچھئے کہ اتنی بڑی حکومتوں اور شاہنشاہوں کا رعب کسی ایک بھی صحابی کی حق گوئی پر
کچھ اثر ڈال سکا؟ ۷

نگاہ فقر میں شان سکندر کی کیا ہے خراج کی جو گدا ہو وہ قیصر کی کیا ہے
ذرا اور نیچے اترو۔ امام مالکؒ کی تسبیح کا قصہ یاد ہے امام احمدؒ کوڑے پڑنے کی کہانی سنی ہے؛ امام عظیمؒ کے قید ہونے
کی وجہ جانئے ہو۔ امام بخاریؒ اور تیمیہؒ کی جلا وطنی کی وجہ کا علم ہے یہ وہ حضرات ہیں کہ اگر ذرائع قادیان سے لاکھوں
حصہ بھی دنیا کی عزت ان کے دل میں ہوتی تو حکومتیں ان کے لئے اپنی آنکھیں فرش راہ کر دیتیں شہنشاہ ان کی قدروں
کو اپنا خیر سمجھتے۔ ”چہ جائیکہ ایک ضلع کا ایک معمولی افسر جس کے حکم کی اپیل کی گنجائش اوپر تین چار جگہ ہو سکتی ہے“
تو پھر جانتے ہو کہ ان حضرات نے مصیبتیں کیوں مول لیں۔ بس یہی کہ
رکاحی سے جو رک گئے اس سے وہ بھی جھکا حق سے جو جھک گئے اس سے بھی

زعماۓ ہند کا استقلال

اب ایک سیرھی اور نیچے اترئے اور مولانا ظفر علی خان مولانا محمد علی مولانا شوکت علی مولانا ابوالکلام بلکہ گاندھی اور
جو اس لال وغیرہ کے مقدمات اور ان کے بیانات پر خصوصاً مقدمہ کراچی علی برادران کی رولانڈاڈ رپز نظر کریں کہ خودداری اور شرا
کا آپس میں کس قدر گہرا تعلق ہے اور غور فرمائیں جس شخص میں خودداری کا نشاۃ تک نہ ہو اس کو نبی اور امام تو کجا محض انسان بھی
کہہ سکتے ہیں کہ نہیں۔

مقام شوق ترے قدسیوں کے بس کا نہیں

انہی کا کام ہے یہ جملے حوصلے ہیں زیادہ

مزارائے قادیان کا جائزہ

پھر جو شخص دعویٰ تو امامت اور نبوت کا کرے مگر سر اس کا ہمیشہ ایک غیر مسلم حکومت کی چوکھٹ پر سجدہ کرتا ہو اور اسی
حکومت کی ہدایات کے ماتحت اس کو وحی بھی نازل ہوتی ہو تو اس قماش اور پوزیشن کے شخص نبی اور امام؛ الخیز انسان
کہنا بھی ایسے شخص کا کام ہے جو خود انسانیت سے بالکل معتر ہو۔

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو گرسوں میں اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی (اندکھار)

خاص مزار صاحب فرماتے ہیں:-

”یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن کو منٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے

خیالات سے واقفیت پیدا کر لیں اور یہ مولف تاج عزت جناب ملکہ معظمہ قیسرہ ہند دامت اقبالہا کا واسطہ ڈال کر
بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور مغز حکام کے باب گزارش کرتا ہوں کہ براہ غریب پروری
کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے۔ یا سنا جائے۔ (کشف الغطاء ابتدا)
میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیسرہ ہند دامت اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ
کو ہمارے حکام عالی مرتبہ توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔

اے ملکہ معظمہ قیسرہ ہند ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیرے حضو میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں (تحفہ قیسرہ)
۱۳۳۵ء میں انہوں (مرزا صاحب کے باپ) نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگیزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سو اور گھوڑے
بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگیزی کی امداد میں دئے تھے۔ سترہ برس سے رہیں سرکار انگیزی کی امداد اور تائید
میں اپنے قلم سے کام لیتا ہوں اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کی ہیں ان سب میں سرکار
انگیزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے بارہ میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں۔
..... اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگیزی کی سچی خبر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عیب اور بلاد شام اور
روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ (کتاب البریہ اشترا مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۳۳۵ء)

اتماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جنکو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان
ثبات کر چکی ہے..... اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک
خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھتی ہمارے خاندان نے سرکار انگیزی کی راہ میں اپنے خون بہائے اور جان دینے
سے فرق نہیں کیا۔ اور نہ اب فرق ہے۔ (درخواست مرزا از تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۱۷)

میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے مرید بڑھینگے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہونے جائینگے کیونکہ مجھے
مسیح اور ہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ (درخواست مرزا بحضور نوب القنصلٹ گورنر بہار پنجاب از تبلیغ رسالت جلد ۱۷)
از نامہ نگار۔ یعنی مرزا صاحب گورنر پنجاب کو بشارت دے رہے ہیں کہ قرآن شریف کے حکم جہاد کی مخالفت اور
تزوید کر کے میں مسلمانوں سے فوجی سپرٹ نابود کر رہا ہوں جب ان کی ذہنیت غلامانہ رہ کر احساس فنا ہو جائیگا۔ تو غلامی
کی یعنی زندگی سے نکلنے کا انہیں خیال بھی نہ آئیگا۔ فہو المراد

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں
نہ پوچھ اے منشیں مجھ سے یہ چشم سرمہ سا کیا ہے
آگے سنئے ارشاد ہوتا ہے۔

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں (تربیان القلوب ص ۱)

پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کیلئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ (کتاب البریہ ص ۱)

میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا جو جس نے ظالموں کے ہاتھوں سے اپنے سایہ میں بھی پناہ دی ہو۔ اگر ہم گورنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسولؐ سے سرکشی کرتے ہیں۔ (گورنٹ کی وجہ لائق خدمت ہمیں اس گورنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا۔ کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔) (اشتہار مذہب تبلیغ رسالت جلد ۸ ص ۵)

بلکہ اس گورنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا کمہ گذار ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں رکھیں۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اول ص ۱۴)

میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں (اسلامی حکومتیں بھلا اسلام کی توہین اور تذلیل کب گوارا کریں گی نہ نامہ نگار) مگر اس گورنٹ جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں لہذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سب سے ہیں کیونکہ جدہ ستر امینہ اور خدا کا منہ ہے (اشتہار مذہب تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۶۹)

”بار بار بے اختیار دل میں یہی خیال گذرتا ہے کہ جس گورنٹ کی اطاعت اور خدمت گزار کی نسبت سے ہم نے کئی بڑی مخالفت جہاد اور گورنٹ کی اطاعت میں لکھکر دنیا میں شائع کیں۔ اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اس گورنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کرتے ہیں۔“

میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کی قدر کرے گی۔ (اشتہار مذہب تبلیغ رسالت جلد ۸ ص ۲۸)

”ایسی مخالفت جہاد کی کتابیں چھاپنے اور شائع کرنے میں نہ ہمارا رومہ خرچ کیا گیا۔ مگر بایں ہمہ میری طبیعت نے

کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام سے ذکر بھی کروں (اور خواست مزا بخند و گورز مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۱۸)
 ”مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لیے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پرزور تقریریں اطاعت
 گورنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا۔ مگر اس کا اثر
 محسوس نہیں ہوا۔ ^{بعض} یہ دونوں متضاد باتیں ایک ہی درخواست میں ہیں نامہ نگار
 جب کئی مرتبہ یاد دلانے پر بھی گورنٹ نے خاک بھی توجہ نہ کی تو قادیان کے اس سیکرٹری اس کے خدا کو بہت رحم اور نرمی
 آیا اس نے فوراً ٹیپ بھیجی اور کہا تو الہام سن۔ ”قیصر ہند کی طرف سے شکریہ“ (البشری جلد دوم ص ۷۵)
 اور سنئے :-

درمیں نے تحفہ قیصر میں جو حضور قیصر ہند کی خدمت میں بھیجا گیا یہی حالات اور خدمات اور دعوات گدازش کئے تھے اور
 میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاص و سیدہ پر نظر رکھ کر سرور جواب کا اسید وار تھا۔ اور اب بھی ہوں میرے خیال میں یہ
 غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعا گو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص و خوں دل سے لکھا گیا۔ اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ
 ہند سلام اقبالہ کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا؛ بلکہ ضرور آتا۔ ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے
 کہ جناب قیصرہ ہند کے پر حمت اخلاق پر کمال و توفیق سے حاصل ہے اس یاد دہانی کو عرضیہ لکھنا پڑا۔ اور اس عرضیہ
 کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا ہے بلکہ میرے دل سے یقین کا بھرا ہوا زور ڈالکر ہاتھوں کو اس پر ادا کرتے ہوئے
 لکھنے کے لئے چلایا ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصر ہند والہ اقبالہ
 کی خدمت میں پہنچائے۔ اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ
 کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فرست سے شناخت کر لیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پر حمت جواب سے
 ممنون فرما دیں (شمارہ قیصرہ ص ۱۸)

رسول مقبول صلعم کا کیر کٹر

از جامعہ دنگاں :- مندرجہ بالا حرکات کو ملاحظہ فرماتے ہوئے اب ذرا حقیقی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان
 دعوتی خطوط پر توجہ کیجئے جو حضور نے شانمان وقت کی طرف روانہ فرمائے تھے۔

”محمد رسول اللہ کی طرف سے ہر قل قیصر روم کی طرف مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے“ الخ

”محمد رسول اللہ کی طرف سے کسری شاہ ایران کی طرف مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے“ الخ

”محمد رسول اللہ کی طرف سے شاہ متوقش کی طرف مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے“ الخ او کھا قال
 اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مطالبہ بھی کیا۔ مگر فراس شاہانہ مطالبہ کو بھی دیکھئے اپنا اسم گرامی ادا میں رقم فرمائے

پھر ارشاد کیا ہوتا ہے اگر سلامتی چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔ اس میں دعا بھی دکھائی گئی ہے اور نلو اور بھی یہی وجہ تھی کہ پر وزیر جل جہنم کر خاک ہو گیا کہ عرب کا ایک بدوی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا نام پہلے لکھتا ہے اور میرا بعد کو پھر دینا جانتی ہے کہ اس کے گنگن کس کے ہاتھ میں تھے۔

یہ ہے شان نبوت اور اصلی نبوت یہ بھی کوئی نبوت ہے کہ۔

”اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہم راجہ صاحب اور سب مرید عاجزانہ ادب کے ساتھ تیرے حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں“ تحفہ قیصر یہ ص ۲۲

مسکینی و محکومی و نوسیدی جاوید جس کا یہ تصوف ہو وہ مذہب کرا یا جاو
لیکن ان سب خرافات اور حرکات کا نتیجہ کیا ہوا یہ کہ اسی سرکار و مہندار کی طرف سے آپ کے جبریل پٹی پٹی پر پابندیاں عائد ہو گئیں اور لطف یہ کہ ان سب پابندیوں کو اس وقت آپ نے بھی تسلیم کر لیا۔ آپ کے جبریل نے بھی اور آپ کے خدا نے بھی جن حضرات کو آیات متعلقہ حضرت زید اور سورہ عبس و توئی کا شان نزول یاد ہے وہ جانتے ہیں کہ نزول وحی اگر ملہم کی رضا پر ہوا کرتی تو یہ آیات نازل نہ ہوتیں بلکہ حضرت عائشہ تو یہاں تک فرماتی ہیں کہ نازل ہونے کے بعد بھی اگر وحی سے کچھ چھپا لینے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہوتا۔ تو یہ آیات ضرور چھپا لیتے مگر اللہ تعالیٰ کا حکم تھا بالغ ما انزل الیک جو کچھ بھی نازل ہو سب لوگوں کو سنا دو مگر یہاں دیکھئے نبوت کا قلمانی مدعی خود تو سرکاری ہدایات کا مجبور ہوا۔ ساتھ ہی اپنے جبریل اور خدا کو بھی انگریزوں کا پابند کرتا ہے۔

دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شعلہ سوزاں کو خود کہتا ہے دود

اب سنئے عدالتی اقرار نامہ:-

سرکار بنام مرزا غلام احمد سکند قادیان ضلع گورداسپور

اقرار نامہ

”میں غلام احمد قادیانی سبحو خداوند تعالیٰ باقرار صلح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ

۱۔ میں ایسی مشیگوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جا سکیں کہ کسی شخص کو راجینی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچگی یا وہ مورد غتاب الہی ہوگا۔

۲۔ میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا۔ کہ وہ کسی شخص کو راجینی مسلمان ہو۔ خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد غتاب الہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی

مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳۔ میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے محتجب رہوں گا جس کا یہ منشا ہو یا جو ایسا انتشار کھٹنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ نکالنا شخص (یعنی مسلمان) کو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ ذلت اٹھائیگا یا مورد عتاب الہی ہوگا۔

۴۔ جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام کے تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا۔ کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں جس پر کار بند ہونے کا میں نے دفعہ ۱ تا ۵ میں اقرار کیا ہے۔

العبد گنواہ شد دستخط

مرزا غلام احمد قلی محمد خاں کمال الدین بی۔ لے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ جے۔ ایم ڈوٹی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء
سواگر سٹر ڈوٹی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان (مولوی محمد حسین صاحب ڈالوی) کا قافیہ نہیں کہوں گا۔ تو واقعی میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا، تریاق انقلاب میں میں نے سٹر ڈوٹی کے سامنے لکھ دیا تھا کہ کسی کی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا۔ جب تک وہ آئندہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لیوے « (بیان مرزا از کتاب منظور الہی ص ۲۲)

بعض ہمارے مخالفین جن کو اقرار اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈیٹی کشنر نے آئندہ پیشگوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے خاص کر ڈرانے والی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے سو واضح ہے کہ یہ باتیں سرسری جھوٹی ہیں ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی « (اشتمار از حاشیہ کتاب البریہ)

آئندہ میں یہ بھی پختہ نہیں کرتا کہ کسی ایسی درخواست پر اندازی (ڈراونی) پیشگوئی کی جائے۔ بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا۔ کہ اگر کوئی ایسی اندازی پیشگوئی کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائیگی جب تک کہ وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے نہ پیش کرے (کتاب البریہ اشتمار ص ۱۷)

چونکہ ہم نے صاحب ڈیٹی کشنر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لینگے اس لئے حفظہ اس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کار بند ہوں (اشتمار از تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۱۷۵)

حیرت ہے کہ یوسف علیہ السلام نے تو آتشائے گفتگو میں ساتی کے سامنے معمولی طور پر صرف اظہار برات ہی فرمایا تھا کوئی باپ دادا کا واسطہ نہیں ڈالا اپنی نبوت کو وسیلہ نہیں بنایا اپنے حسن خداداد کو ذریعہ نہیں رکھا اور حکومت کی خوشامد کا تو کوئی شائبہ تک نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب نازل ہوا کہ اپنے مولا کے سوا نے دوسرے کے سامنے اظہار برات بھی کیوں کیا گیا ایک پیغمبر کی شان سے یہ بھی بہت بعید ہے مگر آپ در اسطورہ مذہب بالاکو پھر ملاحظہ فرماویں کہ کوئی خوشامد نہ سماجت۔ وسیلہ۔ واسطہ۔ ذریعہ۔ رکوع۔ سجدہ کا تھوڑا سا ناگ رنگ نہ بانی رہ گیا ہے جس کو قادیان کے اس مدعی

(نام نگار) صاحب نے ادائیں کیا یہ پھر طور یہ اظہار از امانت کا طریقہ الہی نہیں چھوڑا گیا۔ اور اس طرح یہ کہنا خود لکھ کر شائع کرنا بھی صحیح نام نہیں ہو سکتا۔

ڈاڑھی

زمانہ حال کے تفریح تاب ملاحظہ ڈاڑھی کے ساتھ استہزا و تسخر کر کے استخفاف سنت کے ترکیب ہوتے رہتے ہیں اور بعض نادان مسلمان بھی ڈاڑھی والوں کو تسخر و استہزا کا نشانہ بناتے ہوئے ڈاڑھی کی مذمت بیان کرنے لگتے ہیں۔ ایسے تمام گمراہ نوجوانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ڈاڑھی منڈانا گناہ ہے ڈاڑھی منڈانے سے کوئی شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا استخفاف بالافتاح کفر ہے۔ لہذا ڈاڑھی منڈانے والے اگر اس گناہ سے توبہ نہیں کر سکتے تو خدا را ڈاڑھی کے ساتھ استہزا کا طریقہ ترک کر دیں۔ لاہور کے کسی کتب فروش نے ایک قطعہ شائع کیا ہے جو بعض نوجوانوں کے کمروں میں آویزاں رہتا ہے۔ اس کے آویزاں کرنے سے ان کی واجد غرض ڈاڑھی والوں کو ستانا اور ان کے ساتھ دل لگی کرنا ہوتا ہے مولانا حکیم عبدالرسول صاحب بکھروی کے پاس ایک نوجوان نے یہ قطعہ بھیج دیا۔ مولانا نے اس کا نئے البدیہہ جواب اسی وقت لکھ دیا۔ حال ہی میں مولانا محمد مطیع الحق صاحب پیامی کیطرت سے ”سلطان العلوق میں اس کا مفصل جواب شائع ہوا ہے قارئین کی تفریح طبع کیلئے ہر دو جوابات درج ذیل ہیں۔ (ممدیر)

سوال

کیا فائدہ اگر ریش بڑھائی تو نے گر کچھ بھی نہ کی دل کی صفائی تو نے

جواب

(از مولانا حکیم عبدالرسول صاحب بکھروی)

عزتِ دین محمد ہے گنوائی تو نے	طرزِ کفار پہ ڈاڑھی جو کٹائی تو نے
عوضِ دل ریش کی کردی ہے صفائی تو نے	اثرِ کفار سے دل جبکہ ہوا کالا
طاعتِ کفر میں سمجھی ہے صفائی تو نے	طاعتِ دین محمد میں صفائی دل ہے

دیگر

(از مولانا محمد مطیع الحق صاحب پیامی)

مصحفِ رخ کی بہت قدر گھٹائی تو نے	یاد رکھ اسکو اگر ڈاڑھی منڈائی تو نے
کیوں نصاریٰ کی سی پھر شکل بنائی تو نے	ہے اگر دعویٰ غلامی نبی اکرمؐ
ہائے غافل یہ عجب کی ہے کمائی تو نے	بیچک جو ہر اسلام خریدی دولت

دومن رحمت عالم کو اگر چھوڑ دیا۔
 نور ایمان ہے غافل ترے دھساروں پر
 سنت احمد مختار کا ہو کر تارک
 باغ جنت کو دیا چھوڑ منڈا کر ڈاڑھی
 چھین لی لعنت مغرب نے متاع ایمان
 بوٹ ہو سوٹ ہو فیشن ہو صفا ہو ڈاڑھی
 مغربیت نے تری عقل کو محو کیا
 یہ سیاہی ہے اندھیرا ہے سرسبز ظلمت
 یہ علامت ہے محمد کی بیٹا تاجیوں ہے
 شوکت دین محمد کا رچا کر ماتم
 دونوں عالم میں گرامی تو رہے گا دائم

روضہ احمد مختار سے آتی ہے صدا
 اے پیامی یہ غسزل خوب بنائی تونے

تاریخہ عبرت روڈ ادمقد مکت قادیانی اس کتاب میں ان فوجداری مقدمات گورداسپور
 کی صحیح روڈ اور درج ہے جن پر میرزا نے قادیان دو سال تک سرگردان رہ کر سات سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید کے
 سزا پایا ہوئے تھے ان واقعات کی تفصیل درج کتاب ہے جو دوران مقدمہ کے وقوع میں آتے رہے۔
 مرزا صاحب کا اجلاس عدالت میں غش کھا کر کرنا۔ گھنٹوں پلوں پر کھڑا رہنا۔ پاپس سے جاں ملب ہو کر
 پانی مانگنا۔ اور پانی نہ ملنا وغیرہ وغیرہ حالات قابل دید ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے اراکین عدالت مولوی
 نور الدین، عبدالکیم کے حلقی بیانات میں دروغ بیانیوں۔ نبوت اور خلافت کی قلعی کھولنے کے لئے کافی
 ہیں۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب ٹائٹل آرٹ پیپر رنگین قیمت صرف ایک روپیہ عشر
 تحفہ میرزا امیہ جیسے جریدہ شمس الاسلام کے دسمبر ۱۹۸۳ء کا ایڈیشن جو قادیان منبر کے نام سے موسوم ہوا
 تھا۔ اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں قیمت چار آنہ
 ملنے کا پتہ لاہور میجر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

مشرقی کے ناپاک عزائم

(از مولانا پیرزادہ محمد ابراہیم صاحب دہلوی)

میں اس مضمون میں مشرقی کے بعض خرافات و مغزخفات (جس مشرقی کے قبلہ والے مضمون میں موجود ہیں) کا رد اسی کی تحریروں سے ذیل میں کرتا ہوں تاکہ ناظرین یہ سمجھ سکیں کہ ”دروغلو“ حافظہ نباشد“ کا منقولہ عبد جابر کے اس دجال اعظم پر کس قدر چسپاں ہوتا ہے۔ اس سے اس مجھے حاشیہ آرائی کی ضرورت بہت کم پیش آئیگی۔

تصویر کا اچھلا سا رخ

نمازیں قبول کرنا چاہتے ہو تو غلط قبلے

درست کرو“

”میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے سب نادھی مسلمان اگر اپنی نمازوں کو بارگاہ خداوندی میں پھر قبول کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے غلط قبلوں کو اس صحیح نقشے سے جو میں نے الاصلاح میں دیا ہے ریا اس سے بہتر نقشے سے درست کریں“

الاصلاح مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء ص ۳

”سوائے تین مسجدوں کے باقی تمام مسجدوں کو یکسر چھوڑ دو“

در لاہور کے مسلمانوں کو میں کہوں گا۔ کہ وہ اپنی تمام نمازیں نئی مسجدوں کو یکسر چھوڑ کر شاہی مسجد، سنہری مسجد اور مسجد وزیر خان میں ادا کریں“

(۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء ص ۳)

تصویر کا دوسرا رخ

غلط قبلوں ہی کی طرف منہ کر کے

نماز پڑھتے رہو“

”محمد حسین خاکسار جھنگی ضلع راولپنڈی لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے محلہ کی مسجد کا رخ غلط ہے۔ لیکن امام صاحب اس قدر زہدی واقع ہوئے ہیں۔ کہ کبھی ہمارے کہنے پر جلی قبلہ کی طرف یا مروجہ قبلہ سے ذرا بائیں کو منہ کر کے نماز پڑھنے کو تیار نہیں بلکہ تمام جماعت پر گمراہی کا فتویٰ لگا کر لاول پڑھ لیتے ہیں۔ اب کیا ہم تمام خاکسار اپنے امام کی اقتدا میں نماز پڑھا کریں۔ یا جماعت نماز چھوڑ کر بعد میں اکیلے یا گھروں میں نماز ادا کیا کریں“

مشرقی کا جواب سرگز نہیں اپنے امام کے پیچھے نماز اسی طرح پڑھو جس طرح پڑھتے تھے، افتراق پیدا کرنا یا نماز یا جماعت ادا کرنا غلط قبلہ کی طرف رخ کرنے سے بدرجہا زیادہ جرم اور اسکی سزا جہنم ہے۔ جہاں اتنی دیر غلطی رہی کچھ دیر اور غلطی کرتے رہیں۔

الاصلاح مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۳۷ء ص ۷

”یہ سمجھنا کہ غلط اسلام کا حساب روز جزا

ہم قیامت کے دن سب کچھ بولوی

کے ذمہ تھوپ دینگے

خاکسلا کا استصواب مولانا بخش عظیم اللہ سنگھ
ضلع جے پور لکھتے ہیں کہ (مشرقی کا) غلط قبلہ والا منقہ
پڑھ کر ہم متنب میں ہیں کہ کیا کریں۔ مہربانی فرما کر ہم کو کوئی
ایسا طریقہ بتائیں جس سے ہم سفر و حضر میں قبلہ کا
صحیح رخ معلوم کر سکیں تاکہ ہماری نمازیں خدا کے حضور
میں پھر قبول ہو جائیں۔

مشرقی کا جواب آپ اور میں اسی طرح جو کچھ میسر
ہے نمازیں پڑھتے جائیں۔ قیامت کے دن ہم سب
کچھ مولوی کے سر تھوپ دینگے اس بیچارہ کا اعمال نامہ
آگے بھی بڑا سیاہ ہے۔ اس سے زیادہ سیاہ تو نہ
ہو گا۔ چند سطروں کے بعد لکھتا ہے (لاہور والے
ٹھیک ۱۵ درجے جنوب کی طرف پھر جائیں تو صحیح
قبلہ ہے۔ ہر جگہ کا قبلہ دریافت کرنے کے لئے ایک
بڑی رصد گاہ چاہئے۔) الاصلاح ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء ص ۳۷

کو مولوی سے طلب کیا جائے گا
منسخرہ بن ہے

آج کا مسلمان، خود جانتا ہے۔ مگر برا۔ غمفر
شرعی حیلہ تلاش کرنے کے لئے ایسے ملاؤں کے
پاس جن کو وہ درحقیقت برا کہتا ہے۔ غلط اسلام پاتا
ہے۔ بھاگا بھاگا جاتا ہے۔ اور طویل کی بلاندر کے
سہ مان کر منسخرہ بن سے مطمئن ہو جاتا ہے
کہ روزِ حشر اس کا حساب ملا سے طلب کیا
جاوے گا۔

ایڈیٹوریل الاصلاح موضعہ اکتوبر
۱۹۷۷ء صفحہ ۱۰۷

یہاں تک ناظرین سمجھ گئے ہونگے۔ کہ مشرقی ملحد کو کسی بات پر قرار نہیں کبھی کہتا ہے کہ نمازیں قبول کرنا چاہئے

عناظرین نے دیکھا کہ خاکسار مولانا بخش عظیم اللہ مشرقی سے کوئی ایسا طریقہ دریافت کر رہے ہیں جس سے قبلہ کا صحیح
رخ معلوم کیا جاسکے۔ لیکن مشرقی اس کے جواب میں کوئی طریقہ نہ بتا سکا۔ کیا تو صرف یہ کہا کہ ہر جگہ قبلہ دریافت
کرنے کے لئے ایک بڑی رصد گاہ چاہئے۔ اچھا اگر رصد گاہ ہی پر قبلہ دریافت کرنے کا انحصار ہے تو علماء اسلام قبلہ کے غلط ہونے
کی ذمہ داری کیوں عائد کرتے ہو۔ وہ تو بقول تمہارے ”غریب“ (مولوی کا غلط مذہب ملاح) اور بھوکا ہے۔ الاصلاح ۲۰ اگست ۱۹۷۷ء
ص ۳۷ کا لم ۳ اور ملاوٹ لکھتے آج کل دس پچھترے چنڈے جمع کرنا بھی مشکل ہے۔ (الاصلاح ۱۶ نومبر ۱۹۷۷ء ص ۳۷ کا لم ۲) ایسی حالت میں وہ
رصد گاہوں کے مصارف کہاں سے لائیں۔ البتہ بقول تمہارے ”خاکسار“ی تحریک نے چند سالہ بی فو لا کھڑے کا بیت المال قائم کر
لیا ہے۔ الاصلاح ۴ مئی ۱۹۷۷ء ص ۳۷ کا لم ۱) تو ہمارا فرض ہے کہ تم اس قارون کے خزانہ سے رصد گاہ خرید کر نصب کرو اور غ
در نہ خاموش کہ اس شور و فغاں چیر سے نسبت (فاسی عفا واللہ عنہ)

ہو تو سوائے تین مسجدوں کے باقی تمام مسجدوں کو یکسر چھوڑ دو۔ اور پہلے قبلے ”دست کرو۔ ورنہ یہ تمام نمازیں اکارت اور ضائع ہیں۔“ (اصلاح مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۳ء) اس کے خلاف دوسری جگہ لکھتا ہے کہ ”جس طرح پہلے غلطی کرتے رہے وہ اب بھی کرتے رہو اور غلط قبلہ کی طرف نمازیں پڑھتے رہو“ ۱۲ نومبر ۱۹۷۳ء کا اصلاح ص ۱۸۱ کہیں اسی سلسلہ میں کہتا ہے کہ ”ہم قیامت کے دن سب کچھ مولوی کے سرخوپ دینگے اور اوپر ملاحظہ کریں، اور کبھی اسکے خلاف اصلاح ہی کے ایڈیٹوریل میں یہ لکھا جاتا ہے کہ ”روز جزا اس کا حساب ملا سے طلب کئے جانے کا خیال مسخرہ بن ہے“ (حوالہ اوپر دیکھئے) تعجب ہے کہ ایسے ”رونگلو اور غلطو الحاکم انسان کو بعض لوگوں نے کس طرح اپنا رہنما بنالیا؟

مجد مشرقی نے اپنے قبلہ والے مضمون میں بعض ایسی باتیں بھی لکھی ہیں جن کا براہ راست تعلق سمت قبلہ کے مسئلہ سے نہیں ہے لیکن چونکہ اس مضمون کے لکھنے سے اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ شریعت مطہرہ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، مسائل فقہیہ مساجد علماء اسلام اور عامہ مومنین کو دنیا کے سامنے نہایت گھناؤنی اور بدنامی میں پیش کرے۔ اس لئے اس جوش میں اس نے وہ باتیں بھی لکھ دیں جن کا تعلق مضمون سے نہ تھا۔ میں ان باتوں کا اس وقت تفصیلی جواب نہیں دینا چاہتا۔ البتہ اسی کی تحریروں سے صرف قس قس کرنا چاہتا ہوں کہ مشرقی کو احادیث مسائل فقہیہ اور علماء و عامہ مومنین پر عائد کئے ہیں نقل کرتا ہوں اور دوسرے کالم میں اسی کی تحریروں سے اسکے اپنے خدوخال دکھاتا ہوں۔ امید ہے کہ یہ تقابل ناظرین کی دلچسپی اور ملاحظات میں اضافہ کا باعث ہوگا۔

مشرقی کو اپنی کذبانی کا اعتراف

میں نے اصلاح اور ترقی کے اس عجیب و غریب تھمیا ریلے کو بازار سے خریدا۔ پہلے دوکاندار سے بہانے سے

یا کہ مالی کو ضرورت ہے: اصلاح مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۳ء ص ۱۸۱ (گو یا دوکاندار کے سامنے بلافاہیہ جھوٹ بول کر گناہ بے لذت کا ارتکاب کیا)

مشرقی کی گندہ دہنی کا نمونہ

مشرقی علماء کرام کی نسبت اسی پرچہ میں لکھتا ہے: ”اگرچہ کل کے حق پر قائم اور بڑے دین دار و شوقی“

مسلمانوں پر جھوٹ لوجنے کا الزام

مسلمانوں کی کہی ہوئی بات جھوٹ اور مبالغہ ہوگی۔“

اصلاح مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۳ء

مسلمانوں پر گندی گالیاں دینے اور خلاف تہذیب باتیں کہنے کا الزام مسلمان آج دور سے اپنی ہر بات میں پریشان

مالی کے باعث فوراً پہچانا جائیگا (الی قولہ) اس کے
بچے گندی گالیاں نکالتے ہونگے ان کے منہ میں غلیظ
اور خلاف تہذیب باتیں ہونگی۔
الاصلاح ۸ اکتوبر ۱۳۳۷ء ص ۷ کالم ۷

(ص ۷ کالم ۷)
علماء اسلام ہی کے متعلق رقمطراز ہے:-
(۲) ہندوستان کا ادنیٰ قسم کا تنخواہ خورد و خوار پانچ روپے
ماہوار پر بھی ہر قسم کے آقا کی غایہ مالی کرنے کے لئے
تیار رہتا ہے۔ (الاصلاح ۱۲ ستمبر ۱۳۳۷ء ص ۷ کالم ۱)
(۲) اگر کسی صاحب کو لفظ "غایہ مالی" کا معنی معلوم
نہ ہو مشرقی ہی سے دریافت کریں۔

مشرقی کا کوک شاستر

(۱) یہ بال جیچے جو ہم نے سوئی پر سوار ہو کر اپنے زور سے
پیدا کیے ہیں کیونکر پل سکیں گے۔ (الاصلاح ۱۱ قول
فیصل نمبر ۱۰ نومبر ۱۳۳۷ء ص ۹)

(۲) ہم اگر ڈاک بھی مارینگے تو غیر قوم کی دولت پر غیر کے
ملک و سلطنت پر غیر کے حق و بکر رکھنا ہیں۔ (الاصلاح
۱۰ نومبر ۱۳۳۷ء ص ۷ کالم ۷)

(۳) قوم کے بد بخت اشتہاری جھکیوں (یعنی لیڈروں) نے
اپنے نفع کی خاطر قوم کو جوش و لا کر ان قوتوں کو قوم کے
بدن سے خارج کیا اب حالت یہ ہے کہ جس طرح
ایک بوڑھا شخص مباشرت اور انزال کے بعد نہ حال ہو
کر ٹھہ نہیں سکتا۔ اور مہینوں پر پسینے آتے ہیں۔ قوم
نڈھال ہے اور ان جھکیوں (لیڈروں) کو بے لفظ بس ہی
ہے۔ (الاصلاح ۱۰ نومبر ۱۳۳۷ء ص ۷ کالم ۲)

حیثی و فقیہی احکام اور مسائل طہارت کو کوک شاستر قرار دینا

عورتوں کے حین و نفاس کے مسئلے اس باریک بینی
اور لطف سے دہرائے جاتے ہیں کہ پورا میڈیکل کالج
معلوم ہوتا ہے استنجا کے ایسے مکمل طریقے و ضعیلوں
کو آریار کرنے کے لطیف ڈھنگ، پشیا کے
قطروں کو نچوڑنے کے کرتب، غسل کے لاتنا ہی آداب
بہتر اور کوئٹ صاف کرنے کے بے شمار اسالیب (الی
قولہ الغرض مسلمانوں کا یہ چھتیس ہزار شہروں کو بارہ برس
میں سر کرنے والا دین ملائے محرم کی مہربانی سے آج
ایک خاصہ بھلا کوک شاستر معلوم ہوتا ہے۔ (الاصلاح
موجودہ ۸ اکتوبر ۱۳۳۷ء ص ۷ کالم ۲)

اسلام کے مسائل طہارت پر استہزا
مشرکوں اور کافروں کا قدیمی بیوہ
یہ نصرت بھی دراصل اس کو اپنے پیشرو مشرکین عرب سے وراثہ ملی ہے۔ وہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے
ساتھ اس قسم کی بیوہ گوئی کیا کرتے تھے جس طرح آج علمائے ملت کے مقابلہ میں محدث مشرقی یا وہ گوئی کر رہا ہے لیکن

مشرکین کے مقابلہ میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو ایمان افروز جواب ارشاد فرمایا تھا۔ وہی جواب مشرقی کے مقابلہ میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان سے ذیل میں نقل کر کے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

یعنی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی مشرکوں میں سے ایک شخص نے کہا۔ اور وہ (مسلمانوں سے) استنزا کر رہا تھا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے صاحب (یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہ سکھاتے ہیں تم کو ہر چیز حتیٰ کہ پانچمانہ جانے کے طور طریقے بھی۔ میں (حضرت سلمان رضی اللہ عنہ) نے کہا ہاں (یعنی یہ استنزا اور ہر چیز کی جگہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہم پر یہ تعلیم ہیں اس لئے ہر کام میں والد کی طرح ہماری رہنمائی فرماتے ہیں یہ کہ حضرت سلمان نے پانچمانہ جانے کے احکام بیان کئے کہ حضور علیہ السلام نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم استنجا کی وقت قبلہ رو ہو کر نہ بیٹھیں۔ اور نہ ہم اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کریں۔ اور نہ کفایت کریں ہم میں پتھروں سے کم پر نہ ہوں میں گو بر و غیرہ اور نہ ہڈی +

(الارشاد)

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال بعض المشركين وهو يتكلم في اني لازي صاحبكم يعلمكم حتى الحوائذ قلت اجل اوفنا ان لا نستقبل القبلة ولا نستنجي بايماننا ولا نكفني يد ون ثلاثه احجار ليس فيها رجب ولا عظم رواه مسلم واحمد ومسلمه شريف كتاب الطهارة باب في اداب الخلاه فصل ثالث

سو وائے میزرا۔ مولف حاجی حکیم ڈاکٹر محمد علی صاحب۔ اس رسالہ میں طبی دلائل اور مزرا صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مزرا غلام احمد قادیانی نہ نبی تھے نہ مسیح۔ نہ مجذوب تھے اور نہ ہی ولی۔ بلکہ مرض بالیجولیا کے مریض تھے۔ ان کے کل الہامات اور دعاوی محض مرض بالیجولیا کے باعث تھے۔ یہ رسالہ اب دوبارہ مع اضافہ کے طبع ہوا ہے جس میں فاضل مولف نے میزرائیوں کی بعض تحریروں کی دندان شکن جواب دیا ہے قیمت ۵۰

کشف التلبیس حصہ اول حصہ سوم مولف سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوبند۔ یہ کتاب شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اس کی چند کاپیاں زائد طبع کرائی گئی ہیں۔ شائقین علمی طلب کریں۔ شیعہ کارساز نور ایمان، کئی دفعہ طبع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے شیعوں کے "تورایمان" یا ظلمت کفر کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات کے جوابات نہایت قنات و شائستگی سے دئے گئے ہیں۔ قیمت ۵۰

ملنے کا پتہ میجر جریہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

اسلام اور انسان اور جرائم

ہر جہاں گوشہ عالم کا اپنی دور رس نگاہوں سے ملاحظہ کر دے۔ غیر جانبداری سے اور اق تاریخ کا مطالعہ کر دے۔ تعصب کی پٹی اپنی آنکھوں سے اتار کر واقعات دنیا کا جائزہ لو۔ حق و صداقت کے پرکھنے کے لئے قلب و دماغ کو وقف کر دو۔ اور پھر انصاف سے اپنے دل کی عمیق گہرائیوں میں جھانکو۔ آپ بہر حال چار و پانچاڑاں نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ دنیا کے مصلح اعظم سرزمین لطبا میں جلوہ گر ہونے والے سید البشر نے کس قدر انقلاب پیدا کیا۔ بڑی قوت و استبداد رکھنے والے سلاطین آئے۔ جاہ و جلال سے حکمران اپنے تختوں پر بیٹھ کر حکومت و سلطنت کرتے رہے سب نے انسانوں کے احسام پر حکومت کی۔ ان کے نافذ کردہ قوانین صرف انسانوں کے جسموں تک محدود رہے۔ ان کے قائم کردہ تعزیرات صرف احسام پر حاکم رہے کیا کوئی ایسا انسان بھی ہے جس نے قلوب پر حکومت کی ہو جس نے انسانوں کے دلوں کو اپنے نافذ کردہ قواعد و قوانین پر پابند کیا ہو، جب یہ سوال پیدا ہو جائے تو اس کا جواب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے دیا جاسکتا ہے پھر وہ زبردست شخصیت تھی۔ جس نے انسان کے دل پر حکومت کی جس نے نہ انسان کو صرف امن و امان کا درس دیا۔ بلکہ ان کے دلوں کو حقائق و معارف سے آگاہ کیا۔ ان کی محبت کو لات و غری سے جدا کر کے رحمان و رحیم سے نکلیا۔ ان کی الفت کو پتھروں سے توڑ کر ان کے قلوب کو حق شناس حق آشنا، حق بین کر دیا۔ غیر اللہ کی مودت سے چھڑا کر خالق حقیقی کے آستان پر جھکایا۔ انخطاط پسند طبائع کو بلند تخیل بنایا۔ کفر پرست خدا پرست ہو گئے بت پرست خدا شناس ہو گئے۔ مگر اہ نادہ اور راہ گم کردہ رہنما ہو گئے۔ جاہل عالم اور بدین دیانتدار ہو گئے۔ تین سو ساٹھ بتوں کے پرستار و احد خدا کے پرستار ہو گئے۔ اولاد کش مینیم پرورد ہو گئے جو اپنی اولادوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ جو اپنے ثمرۃ القلب الفواد کو اپنے ہاتھوں بے دردی سے سپرد خاک کرتے تھے وہ لوگوں کی اولادوں کی تربیت کے ٹھیکیدار ہو گئے۔ چوبیس گھنٹے جن کا تخیل غیر عورتوں کی عصمت دری میں گذرنا تھا وہ اب ساری دنیا کی عورتوں کی عصمت کے محافظ اور رکھوالے ہو گئے جو قتل و غارت کو اپنا فخر سمجھتے تھے اور جو مال مردم خور تھے جن کے نزدیک اپنے پرانے مال کی تمیز نہ تھی وہ اب تمام عالم کے احوال کے ذمہ دار ہو گئے جن کے آنکھوں پر ہجو اور یا وہ گوئی میں گذرتے تھے وہ قرآن خوان ہو گئے۔ جو حیا سے نا آشنا محض تھے وہ باحیا اور متقی ہو گئے۔ جن کا تبر مشرق و مغرب میں مشہور تھا جو اپنی فرعونیت میں ضرب الثقل تھے وہ منکسر المزاج اور متواضع ہو گئے، جو متول کے گھنڈ میں فراعنہ اور نادرہ سے بھی بازی لے چکے تھے انہیں امیری کے ہوتے ہوئے فقیری کا درس دیا۔ غرض کہ انسان کو انسانیت سے آشنا کیا۔ امن و امان کا

وہ درس دیا۔ کہ آج تمام سلطنتیں اور حکومتیں دربار نبوی کے خان کرم سے ریزہ چین ہیں۔

اب ہم ذیل میں تفصیل دارتلا رہے ہیں کہ اسلام نے جرائم کا کس طرح انسداد کیا۔ مجرموں کے قلوب میں کس نوعیت کی تڑپ پیدا کی کہ وہ خود بخود فطراناً جرائم سے باز آئے۔ اور کیسے مجرمین کی دیدہ دلیری کا خاتمہ کیا اور کس طرح وہ افعالِ ذمہ سے پہلو ہٹ کر نہ لگے اور کس کیفیت سے ان کے اندر اصلاح کی تمنا پیدا ہو گئی۔

قتل کا انسداد:- آج یہ امر قابلِ وضاحت نہیں کہ عرب کس بے دردی سے انسانی شخصیت کا خاتمہ کرتے تھے۔ اور انسان کی قیمتی جان کس قدر بے قیمت تھی۔ ایک معمولی سے معمولی معاملہ پر وہ سزا بے انفس کٹواتے تھے ایک قصاص لینے کی خاطر دو سو سال تک جنگ و جدال کا سلسلہ قائم رہتا۔ اگر آج ایک قبیلہ کا آدمی کسی دوسرے قبیلہ کے کم فہم یا عاقبت اندیش انسان کے ہاتھوں قتل ہو گیا ہے تو مقتول کے وارث سبکی کی طرح گرج کر آتے اور شیروں کی مانند میدانِ کارزار میں اترتے۔ ایک آدمی کا قصاص لینے کی خاطر لاکھوں جانیں برباد ہوتیں بے شمار اجسام سپردِ خاک ہوتے۔

ہمارے یہاں اس سے زیادہ سنگدلی اور قساوتِ قلبی کا مظاہرہ پیش کرنے سے عاجز رہے اقوام عرب کی تاریخ تواریخِ عالم کے اوراقِ پرچوں کے الفاظ سے لکھی ہوئی ہے۔ اگر مجموعی حیثیت سے واقعات کے تمام پہلو پر غور کی جائے۔ تو یقیناً یہ کہنا پڑے گا۔ کہ عرب رحم و رحیم کے معانی اور مفاہیم سے تو کیا الفاظ سے بھی ناواقف تھا۔ ان کا قلب و دماغ ان تمام امور سے نا آشنا تھا۔ آج ان کے وحشی کارناموں کے دیکھتے ہی انسان بے اختیار ہر کر آٹھ آٹھ آنسو بہا دیتا ہے۔ انسانی دماغ لرز اٹھتا ہے۔ جو اس در ماندہ رہ جاتے ہیں۔ اس قساوتِ قلبی کا اندازہ کرنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ کیا آج کوئی ایسا نفس انسانی موجود ہے جو اپنے شمرۃ القلوب افراد اپنی اولاد اپنی نسل کو بے دردی اور خونخواری سے تباہ کرے۔ ان ظالم ہاتھوں کی طرف غور سے ملاحظہ کرو جنہوں نے ان غیر ممکن الوقوع تخیلات کو واقعات کے رنگ میں پیش کیا جن واقعات کا تصور انسانیت کے معاملہ سے باہر تھا۔ اس سنگدل قوم نے ان شدید سنگین جرموں کا ارتکاب کیا اور پھر ان کے کانوں پر جوں تک نہ رنگی۔ ان کے جذبات نے کوئی اسل نہ کی ان کا احساس فنا ہو گیا انسانیت رخصت ہوئی مگر جہاں عرب کی اس بد قسمتی کو رونا پڑتا ہے وہاں ان کی خوش قسمتی اور نیک نصیبی کا بھی اعتراف کرنا لازمی ہو جاتا ہے جنہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم حبیبی نعمتِ عظیم کو اپنے حصہ میں لیا یعنی رشد و ہدایت کا یہ سورج امتیاز کی سیاح سبز زمین میں ہویدا ہوا جو اپنی سیاح کاروں کے سبب تمام دنیا کی قوموں میں گر چکی تھی جس کی بد بختی نے پٹا کھایا اور اس کی قسمت میں ایک غیر معمولی انقلاب آیا۔ اور حق و صداقت نے آتے ہی اعلان فرمایا۔

من یقتل مومنا متعدا فجزاؤہ جہنم | جو شخص کسی مومن کو عداقت کرے گا۔ وہ سزا کے

خالد افیمہا و غضب اللہ علیہ و لعنہ
واعد له عذابا عظیما

پہ۔ نساء

طور پر ہمیشہ ہمیشہ جنم میں رہے گا۔ خدا تعالیٰ اس پر
غضب کر نیگے اور لعنت کر نیگے اور (سن لو) کہ

قدرت نے اسکے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھائے

اس قانونی کتاب کے دفعہ زیر بحث کے الفاظ پر غور کرو کہ ان الفاظ سے کس قدر خدا کا غضب ٹپکتا
ہے۔ اور اللہ کس قدر مہربانی اور زور دار الفاظ ہیں۔ یہ اعلان کیا تھا ایک مقرر کا انقلاب تھا جو دنیا کے سامنے کیا

قرآن دان حضرات غافل نہیں کہ کسی جرم پر قانون قدرت نے اپنی گرفت اتنی زبردست بیان نہیں فرمائی

اور نہ ہی کسی بڑے سے بڑے جرم کے مرتکب کو اس قدر سنگین سزا کا مستوجب قرار دیا۔ جنم غضب الہی

خدا تعالیٰ لعنت اور پھر عذاب عظیم یہ سب فیصلہ جات ایک ہی دفعی کے سبب مرتب ہوئے ہیں اور دوسری

جگہ پھر نہایت ہی فصیح و بلیغ سیرایہ میں فرمایا و لا تقتلوا انفسکم کہ اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو اس

آیت میں قتل کی روک کی طرف اس وقت توجہ دلائی جب پہلی آیت سے عیب کے اندر اس قدر روحانیت پیدا ہو

چکی تھی کہ وہ قتل کو برا سمجھتے تھے اور اس جرم کے ارتکاب کو نہایت ہی مذموم گردانتے تھے۔ جب ان کے تخیل

کا ارتقاء اس مرتبہ پر پہنچا اس وقت اعلان فرمایا۔ کہ مقتول جیسے تم دوسری جان سمجھتے ہو وہ مساوات

اور وحدت قوی و ملی کے پیش نظر بعینہ تہداری جان ہے اسکے قتل کو اپنا قتل سمجھو اس کی بربادی کو اپنی بربادی

منصور کرو۔ اسکی تباہی اپنی تباہی یقین کرو اور یونہی سمجھو کہ اپنے بھائی کو قتل کرنا اپنی ذات کا قاتل ہے۔

دوسری جگہ قتل کی اہمیت کو اس طریق سے بیان فرمایا کہ

والذین لا یدعون مع اللہ الا خودا

اور وہ لوگ بھی (اللہ کے بندے اور مومن ہیں) جو موجود حقیقی

قتلون النفس التي حرم الله الا باحق

کے سوا کسی دوسرے کو خدا نہیں سمجھتے اور نہ ہی کسی

نفس کو ظلماً قتل کرتے ہیں

اب اس آیت میں غور طلب امر یہ ہے کہ مومن وفات کی شان بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ وصف

بیان فرمائے کہ وہ مشرک نہیں ہوتا وہ حقیقی خدا کا پرستار ہوتا ہے اور اس کے بعد دوسری وصف یہ بیان

فرمائی کہ وہ قاتل اور ظالم نہیں ہوتا اس سے قبل نفس جیسا سنگین جرم سرزد نہیں ہوتا۔ قوت نظریہ کی تکمیل کے بعد

فراقت عملیہ کی تکمیل کو پہلے قتل میں ظاہر فرمایا۔ اور پھر التقاء و ایجاد کے اصولی منافع و مضار کے پیش نظر

فلسفہ کی روشنی میں سمجھایا تاکہ عام دماغ کہیں اس حکم کو اور نہیں سمجھنے لگ جائیں اور نہ ہی نادر شاہی حکم تصور

کریں بلکہ قرآن مجید میں کتب علیکم القصاص فی القتل (کہ تم پر مقتولین کے قصاص کا حکم دیا گیا ہے)

فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ولکم فی القصاص حیوة کہ اے لوگو! قصاص میں حقیقہ تہداری ہی حیات

مضر ہے۔ قدرت کی طرف سے یہ اندھا قانون نہیں جو جبراً تم پر نافذ کر دیا گیا ہو۔ اور مخلوق کے نفع و ضرر کا موازنہ نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ حقیقت میں ہمارے اس حکم سے ہمناری ہی یہودی اور خیر خواہی مطلوب ہے۔ اور یہی قانونِ عظیم عالم کا مذہور ہے۔ اب ان کھلے کھلے اور واضح قوانین نافذ کرنے کے بعد نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کی وہ سرزمین جس میں بغض و عناد کے مجسمے دفن ہوتے وہاں اب شہدائے فی سبیل اللہ دفن ہونے لگے اور جہاں خونخوار خونریز عرب اپنے بے گناہ بچے زیر خاک کرتے تھے وہاں اب مرآتِ عالیہ کے لئے سپرد خاک ہونے لگے۔

کیا آج دنیا کے اندر کوئی ایسا قانون ہے جس نے قتل کا انسداد اس احسن ترکیب سے کیا ہو کیا کوئی ایسی تیز ہے جس نے نفسانی خواہشات اور شیطانی شہوات کا سد باب کیا ہو؟

زنا کا انسداد۔ آہ جس جرم کا نام لکھتے قلم حقیقت رقم کا سینہ شق ہوتا ہے اور کاتب و محرر کی قوی ظاہرہ و باطنہ جواب دے جاتے ہیں۔ اس جرم کا نہ صرف ارتکاب کیا جاتا تھا۔ بلکہ نہایت کشادہ دلی اور دیدہ دلیری سے اسے اپنے اپنے قصائد اور اشعار میں درج کیا جا کر بڑے بڑے مجامع اور مجالس میں نہایت ہی آہنے تاب اور فخر سے بیان کیا جاتا شریفوں کی عزت پر حملہ ہوتا شریف زادیوں کے نام لے لے کر ان کی عصمت پر ضرب کاری لگائی جاتی۔ ان کے دامنِ مصیبت کو لوٹ کرنے کی سعی کی جاتی۔ اونٹنیوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے کام و کاج کا روبرو کرتا ہر کے پیٹھ کی چوٹیوں سے گزرتے ہوئے ریتیلے میدانوں میں صبر آزمائش کلاتے کا سامنا کرتے ہوئے دشوار گزار راستوں کو عبور کرتے ہوئے بالآخر اپنے مطالب و مقاصد قبہ میں کامیاب ہونے کی کوشش کرتے۔

کیا یہ وقت انسانیت کے لئے موت نہیں تھا کیا اس سے بھی زیادہ کوئی قبیح سے قبیح تر مرحلہ پیش آ سکتا تھا۔ صحیح الفطرت سلیم الجوہان لوگوں کے دماغِ عام کے سنتے ہی ماؤٹ ہو جاتے ہیں لیکن قرآن مجید نے اس سنگین آڑے وقت میں کھلے کھلے لفظوں میں بیانِ دل اعلان فرمادیا:-

وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَةَ إِنَّهَا كَانَتْ فَاحِشَةً - اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ یہ بہت ہی و ساء سبیلہ

آئینہ کے زور دار الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے۔ صرف یہی نہیں فرمایا کہ "زنا کا ارتکاب نہ کرو" بلکہ ارشاد ہوا کہ "زنا کے قریب بھی نہ جاؤ" معلوم ہوا کہ جیسے زنا کا ارتکاب ایک سنگین جرم ہے اسی طرح قربِ زنا بھی حرام ہے تاکہ تاکید و تشدید کے طور پر اور بھی زیادہ قلوب میں مرکز اور جاگزیں ہو جائے اور کسی طرح انسان اس قابلِ نفرت الزام سے کوسوں دور بھاگ جائے۔

میاں فلسفہ کی روشنی میں نصیحت کے رنگ میں سمجھایا۔ اور دوسرے خدائی قانون نافذ فرمائے کہ متبعی ارشاد فرمایا

کیا کوئی ایسا قانون ہے جو انسانیت کی تشکیل اور القاء کے پیش نظر بہت ہی کیا ہو؟

زانی اور زانیہ ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور تین
اسد کا حکم قائم کرنے میں کچھ بھی تریس نہ کرنا چاہیے
اگر تین خدائے قدوس اور قیامت کے دن پر ایمان
ہے اور ضروری ہے۔ کہ ان کے عذاب کو مسلمانوں
کا گروہ مشاہدہ کرے۔

الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد
منهما مائة جلدة ولا تأخذكم بهما
رافة في دين الله ان كنتم قومنون بالله
واليوم الآخر ويشهد عدا بكم لاطافت
من المؤمنين چٹ نور

تعزیرات الہیہ میں سے اس تعزیر کی تشریح قابل غور و خوض ہے۔ اس آیت میں مجرم کو قابل سزا ٹھہرا
کر پھر سزا کے قائم کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی کہ خبردار کہیں ایسا نہ تو تم کوڑے لگانے میں رحم و ترحم کی نگاہوں
سے دیکھنے لگ جاؤ اور اگر تم نے رحم کیا تو معلوم ہو کہ تمہارے ایمان باشندہ بالیوم الآخر میں فہور ہے۔ اور
پھر عبرت کے لئے ضروری ہے کہ یہ سزا عام مجمع میں قائم کی جائے۔ اگر مسلمانوں کا ایک گروہ اسے دیکھ کر
عبرت حاصل کر سکے۔

اب ان سخت و فحاشی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ سرزمین جو عرب کے شبانہ روز بہ کاریوں اور بد اعمالیوں کے
باعث صفحہ ہستی کا بدترین قطعہ الاض شمار کی جاتی تھی۔ آئندہ عصمت پاکیزگی کا مرکز بن گئی۔ اور لوگ علم و عیا کے
محاط سے اس زمین کو بطور ضرب النثل قرار دینے لگے۔

جہاں تک مذاہب و ادیان کا تعلق ہے ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ کسی مذہب نے بھی اس جرم کے اسد میں اس
قدر حصہ لیا ہو یا اس مذہب کی جو آج عیسائی مذہب کے علمبردار اس مسئلہ میں ہماری نشانی نہیں کر سکتے آج ہندو
ازم ہماری تسلی کا موجب نہیں بن سکتا۔ آج سکھ دھرم کے قوانین ہمارے ان اہل قوانین کا مقابلہ کرنے سے عاجز
ہیں۔ آج ہر مذہب خاتم النبیین فخر المرسلین فداہ ابی و امی کو شہادتی میں رطب اللسان ہے۔ اس مصلح اعظم
کی ایک ادنیٰ سی نگاہ التفات نے وہ کچھ کر دکھایا جو ہزار سال میں لاکھ کوششوں سے نہیں ہو سکتا تھا۔ اور تین
دلوں کے لئے سیرابی اور حیات کا پیغام لایا جسکو دنیا نہ صرف مشکل سمجھتی تھی۔ بلکہ ایک گوند محال سمجھ
رہی تھی۔ (باقی آئندہ)

جو صاحب کتبت کا کام کرنا چاہیں۔ وہ ہمارے ذریعہ رعائتی نزع پر غم نہ

کام کر سکتے ہیں۔ بذریعہ خط و کتبت جلد امور کا فیصلہ ہو سکتا
ہے۔ نمونہ کے لئے شمس الاسلام کی لکھائی ملاحظہ کر لیں۔

بینجر جریہ شمس الاسلام بھیر

{ اِطْلَاع }

اسلام کا اجتماعی نظام

دنیا میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جو سود کو حرام قرار دیتا ہے

اسلامک سوسائٹی لندن کے جلسہ میں ایک ہندو کا فاضلہ مقالہ
ذیل میں لندن کے ایک ہندو سائٹرمسٹر اے آر نہرا کے فاضلانہ مقالہ کا ملخص ترجمہ بشکریہ ”صفت“
لکھنؤ پیش کیا جاتا ہے موصوف نے یہ مقالہ اسلامک سوسائٹی کے جلسہ میں پڑھا۔

تین اسباب ہیں جن کی بنا پر ایک ہندو اس محبث پر تقریر کر رہا ہے سب سے پہلا سبب یہ ہے کہ میں اگرچہ ہندو
پیدا ہوا تھا۔ لیکن بچپن سے ہمیشہ مسلمان ہمسایوں اور دوستوں میں رہا۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ہندو مسلمان الگ
الگ نہیں رہتے دوسرا سبب یہ ہے کہ ہندو مذہب اپنے پیروؤں کو یہ نہیں سکھاتا کہ وہ دوسرے مذاہب
کو برا کہیں۔ یا لفظ حقارت سے دیکھیں۔ رواداری اور غیر ضرر رسانی ہندو دھرم کے اصول اساسی ہیں تیسرا سبب
یہ ہے کہ میں نے مذہب اسلام کا مطالعہ کیا ہے اور پندرہ سال سے اسلامی قانون کی پریکٹس کر رہا ہوں۔
میں اپنے موضوع کو ذیل کے تین عنوانات پر تقسیم کروں گا۔

۱۔ کاروباری اخلاق۔ ۲۔ عام اخلاق۔ ۳۔ صنفی اخلاق

میں سر عنوان میں اسکا فی اختصار بتوں گا۔ کیونکہ ساتھ ہی ساتھ مجھے اپنے بیانات کی توضیحی مثالیں بھی دینی ہیں
جو مجھے اپنے چند سال کے تجربہ میں ملی ہیں۔

میں یہ بات صاف صاف کہنا چاہتا ہوں کہ میرا موضوع تقریر اخلاق کا وہ اصلی معیار ہے جسکی حضرت
محمد کی عظیم المرتبت ہستی نے بنا ڈالی اور تبلیغ کی۔ اور جس پر انہوں نے اور ان کے سچے پیروؤں نے عمل
فرمایا۔ یہ معیار اتنا اعلیٰ ہے کہ عند معاصر کا ہر وہ مرد یا عورت جو ماریت کے سیلاب میں غرق ہے۔ اس کے
مطابق زندگی بسر کرنے میں دقت محسوس کرے گا۔

سب سے پہلے کاروباری اخلاق کو لیجئے ہر شخص جانتا ہے کہ روئے زمین پر اسلام ہی وہ اکیلا مذہب
ہے جو سود کو حرام قرار دیتا ہے۔ اگر آپ اس مفید ترین و اعلیٰ اصول کی تحلیل کریں۔ تو آپ کو کم کم ہو گا کہ
موجودہ اقتصادی نظام جس کا دار و مدار سود پر ہے سرسبز غلط ہے۔ روپیہ ایک جائداد چیز نہیں وہ دگنا اور چوگنا
نہیں ہوتا۔ ایک پونڈ خواہ وہ چاندی کا ہو یا سونے کا جہاں کہیں اور جس زمانہ میں بھی ہو گا۔ کسی طرح بھی وہ دو
پونڈ میں تبدیل نہیں ہو سکتا وہ ہمیشہ ایک ہی پونڈ رہے گا۔ خواہ وہ کسی بادشاہ کے ہاتھ میں ہو یا کاشتکار کے ہاتھ

میں۔ جو جی کے ہاتھ میں یا کسی ڈاکٹر کے ہاتھ میں یہی وجہ ہے کہ شارع اسلام نے اپنے متبعین کو سود کے لینے اور دینے سے منع فرمادیا۔ حرص کی ایجاد کردہ چیزوں میں سود بھی نوع انسان پر بے رحمی کی بدترین شکل ہے جس کا ارتکاب بادیت سے مغلوب اور روحانیت سے بے بصیر مخلوق اجتماع نہ دار کے ساتھ کرتی ہے۔ سود کے لین دین کے نتائج بہت دور رس ہیں۔ اور سوسائٹی کے سکون و مانع کو بری طرح متاثر دیا کرتے والے ہوتے ہیں۔ محمد حافر کے قوانین کی رو سے ۴۸ فیصد ہی تک سود لینا روا ہے۔ شاید آپ حضرات میں سے بعض اس بات سے ناواقف ہوں کہ انگلستان میں ایک سو دو سو ۴۸ فیصد ہی تک سود قانوناً لے سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر آج ایک شخص سو پونڈ قرض لیتا ہے تو سال بھر بعد اسے ۴۸ پونڈ دینے ہونگے اور وہ سال گزر جائے پندرہ اصل سے تقریباً دو گنی رقم دینی پڑے گی۔ اس سماجی سود کی بدولت خدا معلوم کتنے خاندان تباہ ہو چکے ہیں میں نے خود ایسے واقعات دیکھے ہیں جن میں ان سو خواروں جی کی وجہ سے تباہی آئی ہے جب کوئی شخص ان سو خواروں کے چنگل میں پھنس جاتا ہے تو شرح سود کی زیادتی کے سبب سے شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شخص جریض ہو کر کے بچنے سے صحیح و سالم نکل سکے موجودہ زمانہ کے ماہرین اقتصادیات سود کے کاروبار کی تعریف میں طب اللسان میں آخر کو میں ہمنس اس لئے کہ سود کے اصول کی وجہ سے ان کے ہاتھ وہ رقم زائد لگ جاتی ہے۔ جو ان کی نہیں یہ سودی کاروبار تباہیت میب پایہ پر چڑی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حرص اور خود غرضی اپنی انتہائی خوفناک شکل میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اقوام عالم ایک تعظیم کے گناہے آگلی ہیں اور ہر وقت اپنے ہاتھوں پر دیا کی ہوتی تباہی میں جا گرنے کے لئے تیار ہیں (مکان نہانے والی تعمیر انجنینس، بینک اور بیمہ کمپنیاں سطحی اعتبار سے مضبوط معلوم ہوتے ہیں) باعث بہت ہی مفید اور ضروری ادارے سمجھی جاتی ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے ایک ایسی مثال پیش کروں گا جو میرے جیسے پیشہ والوں کو اپنے پیشہ کے سلسلہ میں پیش آتی ہیں۔

ایک شخص نے ایک مکان بارہ سو پونڈ میں خریدا اور یہ طے پایا کہ وہ ماہ ماہ آٹھ پونڈ کی قسطیں ادا کرے گا۔ ان آٹھ پونڈوں میں نصف سے زیادہ رقم پہلے دس سال کے سود کی رقم ہے۔ وہ شخص سات سال تک قسطیں کسی نہ کسی طرح ادا کرتا رہا۔ آٹھویں سال وہ بیمار پڑا اور ساتھ ہی اسے اپنے کاروبار میں خسارہ ہوا۔ اور وہ تین ماہ تک قسطیں ادا نہ کر سکا۔ تعمیر انجنین جو سود خوار کی ایک مغرر شیطانی شکل ہے ہر راہ اس پر تارواں عائد کرتی رہی۔ میں اس غریب بگر ایماندار خریدار کا مشیر قانون تھا۔ وہ بے چارہ قسطیں ہی ادا کرنے سے عاری تھا اور یہ تاوان کا بار۔

قانوناً یہ تاوان لگانے والے سود خوار حق بجانب تھے۔ انجام کار انجنین نے اپنے مشیر ان قانون کو اس خریدار سے مقدمہ دائر کرنے کی ہدایت کی میں نے ان کے پاس جا کر نسبت استدعا کی۔ اور اس ایماندار خریدار کی تفصیلی صورت حال بیان کی۔ انہوں نے یہ جواب دیا۔ کہ کیا کیا جائے ہمیں افسوس ہے کہ قاعدے کی پابندی لازمی

ہے اور ڈاکٹر کمران بھڑا کے اور کچھ نہیں کر سکتے کہ واجب الادا قسطوں کی وصولی کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اس کے بعد انہوں نے مقدمہ دائر کیا۔ اور بالآخر اس مکان کا قبضہ حاصل کر کے اس شخص کو عموماً کے گھر والوں کے اس مکان سے جس میں اس نے سات برس گزارے تھے نکال باہر کیا۔ یہ ساری کارروائی انہوں نے قانون جاہلوتی۔ اور بعض لوگ کہتے کہ یہی مناسب تھی۔ لیکن کیا انسانیت اسی کا نام تھا؟ اگر سود کا اصول نہ ہوتا۔ تو یہ شخص زر مصل باسانی اور اگر چکا ہوتا۔ اور کہنی اتنی بے رحمی دکھا سکتی کیونکہ اسی صورت میں کہنی کو نہ کوئی ضرورت محسوس ہوتی۔ اور نہ طبع و انگیزہ ہوتی۔ کہ وہ شخص مذکور پر مقدمہ چلائے مکان پر قبضہ کرے اور اس مکان کو بچھری ایسے شخص کے ہاتھ بیچ دے جو باقاعدہ ذرا اصل اور سوداگر تیار ہے اسلامی قانون کے مطابق ایک تاجر اپنے ہم پیشہ تاجر یا دوست کو روپیہ قرض دیتا ہے اور مقرض اس رقم کو سچے شکر یہ اور احسان مندی کے ساتھ واپس کرتا ہے خیال تو کیجئے کہ یہ اصول کنڈاز یا نہ بنی بر انسانیت ہے اور سود نہ لینے سے اسکے اعلیٰ اور شریفانہ اصول میں کتنی خاص بھر دی و محبت ہم جنس پنہاں ہے کوئی شخص بھی اس روپیہ کو سود پر چلا کر اپنی حرص میں اضافہ نہیں کرتا یہ ظاہر ہے کہ جب کاروباری معاملات میں انسانیت برقی جائیگی خود غرضی میں کمی ہوگی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ زندگی کے عجیب ڈے گھسیں گے۔ اور زور مرہ کی اور کاروباری زندگی میں اطمینان قلب نصیب ہو گا۔ میں عہد حاضر کے سود خوار اور ان کے اداروں کی شقاوت اور خلیج از انسانیت کارروائیوں کی بیسیوں مثالیں دے سکتا ہوں۔ اسلام کے متعلق بہت سے لوگ عجیب عجیب نظریے رکھتے ہیں۔ اور بہت کم ایسے ہیں جو اسلام کی اس اصلی اور بے انتہا شکل کا مطالعہ کرتے ہیں جو اس کے ضعیف دماغ والے اور محض زبانی سیروئیں کی آمیزش سے پاک ہے۔

گلاباری اخلاق کے بعد ”ہم منصفی اخلاق“ کے موضوع کو لیتے ہیں۔ آپ میں سے بعض نے سنا ہو گا۔ کہ اسلامی قانون میں ایک اصول ”خلوت صحیحہ“ کا ہے۔ آپ جانتے ہیں یہ کیا چیز ہے۔ یہ اخلاق کا بلند ترین اصول ہے جو انسانوں کے لئے ان کے ذاتی تعلقات کے بارے میں وہ ضعیف متغافل سے رکھتے ہیں۔ واجب اصل بنایا گیا ہے بہتر یہ ہے کہ میں ان لوگوں کے فائدے کیلئے جو اس اصول سے ناواقف ہیں۔ اسکی تشریح بیان کر دوں۔ اس عظیم الشان (اسلام) کے زمانہ میں گو علم برق کا اتنا چرچا نہ تھا۔ لیکن وہ انسانی زندگی میں علیحدگی کی ضرورت اور بھلائی سے بخوبی واقف تھے۔ سائنس کی اصطلاح میں بھی انسانوں میں باہمی منفی تعلق برقی رہی کا نام ہے جس طرح انسانی زندگی کے تسلسل کے لئے یہ منفی تعلق ضروری ہے اسی طرح یہ امر بھی ضروری ہے کہ وہ قواعد و اصول بھی عمل میں لائے جائیں جن کے ذریعہ انسانیت کا بہترین طریق پر تحفظ ہو سکے۔ اور اس کا قیام بلا سبوتا کے تباہ و برباد ہوئے رہ سکے۔ انسان لازمی طور پر ایک پیکر اخلاق ہے۔ آپ نے یہ گہوت سنی ہوگی کہ اگر دولت چلی گئی تو کچھ بھی نہیں گیا۔ اور اگر صحت چلی گئی تو سب کچھ بچا گیا۔ ایک انسان بغیر اعلیٰ اخلاق کے بیک درندے

سے بدتر اور ایک سائے سے بھی زیادہ نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے اس لئے حضرت محمدؐ کی عظیم المرتبت ہستی نے اعلیٰ اخلاق کے تحفظ کا اعلیٰ ترین اصول (خلوت صحیحہ کی صورت میں) بیان فرمادیا اسلامی قانون میں خلوت صحیحہ کے معنی یہ ہیں کہ ایک مرد اور عورت جو ایک دوسرے کے غیر محرم کسی جگہ اکٹھے اس حال میں پائے گئے کہ وہ تنہا ہیں اور انہیں وہاں کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے تو قانون ظاہری کے اعتبار سے ترکیب جرم ہوئے ہیں سمجھنا ہوں کہ میں نے گو کہ نیم قانونی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ لیکن مطلب کی خاصی توضیح ہو گئی ہے اب میں اسی برقی رو کی مثال کو پھر بیان کرتا ہوں۔ جو لوگ علم برق کے اصول سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں برقی رو مثبت اور منفی دو قسم کی ہوتی ہے۔ یہ دونوں قسمیں باہم ملنے کچلے ہر وقت تیار اور بے تاب رہتی ہیں اور جب تک ان دونوں کے مابین خاصا فاصلہ رہتا ہے یا دونوں کو علیحدہ رکھنے والی کوئی چیز موجود ہوتی ہے اس وقت تک یہ دونوں قسم کی رو بنے بغیر خون میں دوڑتی رہتی ہیں۔ لیکن چونکہ علیحدہ رکھنے والی چیز شہادی جاتی ہے، یا باہمی فاصلہ ایک خاص حد تک کم کر دیا جاتا ہے (تو دونوں مل جاتی ہیں اور شعلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر چاہے ساری دنیا اکٹھا بیٹھ کر شعلہ اٹھنے کی دعا کرے تو اس سے کچھ حاصل نہیں..... قانون توڑو گے تو اس کا انجام بھی بھگتو گے۔

انسانی اور اخلاقی دنیا بھی اُسی قانون میں اسی طرح جکڑی ہوتی ہے بطور حسامی دنیا۔ بنابرین خلوت صحیحہ ہی کا اعلیٰ اصول مرد اور عورت کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ ترین اخلاق کو قائم رکھیں یہی وہ اصول ہے جس کے مطابق یورپ میں لوگ نوجوانوں کو علیحدہ رکھنے کے لئے محافظ عورتیں رکھتے ہیں۔ اسلام ان لوگوں کی سرگزشت افرائی نہیں کرتا جو اچھے اصولوں کو قدیم اور دنیاوی کسی کرکچھڑ دیتے ہیں۔ میں نے مانا کہ بہت سے مسلمان سچے مسلمان ہیں اور اسلام کے اعلیٰ معیار کے حامل نہیں۔ لیکن میرا مقصد تو صرف یہ بتانا ہے کہ اسلام میں ایک ایسا معیار موجود ہے کہ کون شخص ہے جو دنیا میں بد اخلاقی کے سیلاب کی روز افزوں زیادتی سے، جس کا نتیجہ دنیا کے تیزی کے ساتھ زلزلے کی صورت میں نکل رہا ہے۔ بے خبر ہے، وہ دن کچھ دور نہیں، جبکہ ہیں، باوجود اسکے کہ ہم دنیا میں اہم و منحصر حیثیت رکھتے ہیں ان لوگوں کی حماقت کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جو اخلاق کے اعلیٰ اصول نہیں برتتے۔

موجودہ زمانہ کا رواج ہے کہ نوجوان مرد و عورت کھلے بندوں پھرتے ہیں۔ اور جب چاہے بلا کسی پابندی کے باہم ملتے رہتے ہیں۔ یہ رواج دنیا کی موجودہ غیر اطمینان بخش حالت کا ذمہ ہے۔ میں نے انگلستان میں اپنی نوسال پریکٹس کے دوران میں بہت سے ازدواجی مقدموں میں پیروی کی ہے جن میں فریقین زیادہ تر انگریز تھے۔ اس لئے میں بیان کر سکتا ہوں کہ ان زوجین کی زندگی جو اخلاق کے اعلیٰ معیار کی حامل نہیں ہوتے۔ کتنی ناخوشگوار ہوتی ہے۔ بعض بعض مسلمانوں نے بھی اپنے مذہب اور اس کے اعلیٰ معیار کو بھلا کر اپنے سر مصیبت مول لی ہے۔ افراد کی اور ان کے توسط سے تو اُم اور دنیا کی صحت اور مسرت کا دار و مدار اخلاق کے اس اچھے اور عمدہ معیار پر ہے

جو کاروباری زندگی اور خانگی زندگی دونوں میں برتا جائے اسلام اس معیار کو ہمہ پہنچاتا ہے میری تمنا ہے کہ ہر مسلمان سچا ہو جائے۔ کیونکہ اسوقت اسلام اور زیادہ پھیلے گا اور دوسرے مذاہب سے وسیع تر اسکی اشاعت ہوگی۔

اب میں چند لفظ عام اخلاق کے متعلق کہوں گا۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ہر قسم کی نشہ آور چیزوں شراب وغیرہ کو ممنوع قرار دیتا ہے موجودہ زمانہ کی دنیا خصوصاً نئی دنیا جان چکی ہے کہ زور مرہ کی عام زندگی کی بہتری اسی میں ہے کہ شراب جیسی بری چیز سے احتراز کیا جائے چنانچہ امریکہ میں حکومت کی طرف سے اتنا عوامی قانون نافذ ہو چکا ہے اور اس کے نتائج بہت اطمینان بخش نکلے ہیں۔ اسلام اپنے انے والے کو کسی حال میں اور کسی رسم کے موقع پر شراب پینے کی اجازت نہیں دیتا شراب کی خرابیاں بحیثیت مجموعی اتنی زیادہ مشہور و معروف ہیں کہ ان کی تفصیل کی حاجت نہیں۔ ہر سال انکی بدولت کتنے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں کتنے سچیلے اور ہونہار اشخاص شروع ہی میں اپنے مفید کارنامہ مائے حیات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں عیش پسندی کو بھی سختی کے ساتھ قابلِ تحقیر سمجھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک سچے مسلمان کے لئے روا نہیں کہ وہ اپنی دیواروں پر یا کہیں اور تصویریں لگائے زندگی کی سادگی اس کا اعلیٰ ترین مقصد رکھا گیا ہے۔ یہ عیش پسندی ہی ہے جو لوگوں میں تفرقہ دہائی اور امیروں کو خود غرض اور غریبوں اور غیر مستحقوں سے بے پروا بناتی ہے جو کچھ مغرب میں ہو رہا ہے اس پر نظر ڈالئے۔ وہاں یہ ممکن ہے۔

کلیک دولت سے لدا پھیند امیر لندن کے مشرقی حصہ میں ایک غریب بھائی رہتا ہو مغربی حصہ لندن کے تمام خفیہ سینما اور سٹورٹ ہر روز بھر رہتے ہیں۔ درآں حالیکہ لکھو کھا آدمیوں کو کھانا اور ضروری کپڑا میسر نہیں ہوتا اور یہ صورت حال طبعی اور صحیح سمجھی جاتی ہے۔ افسوس، محض ذاتی مفاد کے لئے انسانی ہستیاں کتنی بری طرح انصاف اور راستی کے معیار کو توڑتی مڑھتی ہیں۔

بقیہ صفحہ ۴۰۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اسلامی عبادات کو ترک کر دیں۔ نہیں۔ بلکہ سیدانِ عمل وسیع و کشادہ ہے آپ کی جولا گاہ محدود نہیں ہے۔ آپ اسلام کی صحیح خدمت خاکساروں کے جھنڈے سے علیحدہ ہو کر بھی انجام دیکے ہیں آپ اس اتحاد کے پودے کو ترقی دینے کی کوشش فرمائیں بلکہ اسکو طمانے کی کوشش کریں میں نے آپ کی خدمت میں اس لئے یہ گزارشات کی ہیں کہ آپ اہل علم ہیں اور حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں اس فریق و فساد زمانہ کو دیکھ کر ہم نے بھی خدا اسلام کی خاطر زندگی وقف کر دی ہیں۔ اور قادرِ مطلق پر توکل کرتے ہوئے کام شروع کر دیا ہے گو ہم کمزور ہیں اور اسنے بڑا مشکل ترین کام کی ذمہ داری کی اپنے اندر سمیت نہیں رکھتے لیکن اعتماد اور بھروسہ ہے ایک دوسری ذات قدیر و نصیر ہے کہ وہ میں اس راہ اسلام میں صراطِ مستقیم پر رکھیگی۔ اور ہمارے قریبوں کو انشاء اللہ لغزش نہ ہوگی۔ ہم نے تو اپنی طرف کوشش و سعی کرتی ہے کامرانی و کامیابی تو اس مولیٰ علیم ذات کے قبضہ میں ہے تعز من تشاء و قتل من تشاء اگر آپ خدمت اسلام کرنا چاہتے ہیں تو احترام آپ کو دعوت دیتا ہے کہ ہماری رہنمائی کیجئے تاکہ ملکہ طاعتی طاعتوں کو دنیا سے متاثر کریم۔ اسلام بھیرہ دھام، امیر، اللہ اکبر اللہ اکبر کی فاتحہ محمد سے تو سمجھ رہے ہیں۔ ہر جہاں آخر تک جو قلم تری رہیں

خاکساریِ فتنہ

(خادمِ اسلام کا مکتوبِ مفتوح بنام خاکسار)

حقیقت غالباً آپ پر مخفی نہیں ہوگی کہ مسلمان کے لئے اگر کوئی چیز محبوب ترین ہو سکتی ہے تو وہ فقط مذہب ہے ایک سلیم الفطرت اور صحیح الدماغ مسلمان ہر محبوب شے کو قربانی کی بجائیٹ چڑھا سکتا ہے لیکن اپنے پیارے مذہب کو لٹھ بھر کے لئے بھی اپنے قلب کی گہرائیوں سے جدا نہیں کر سکتا۔ جذبہ صادق رکھنے والا مسلمان اپنے دین کے تحفظ کے لئے دار و سن کو خندہ پیشانی سے چوم سکتا ہے۔ اپنے جسم کے خون سے زمین کو رنگین کر سکتا ہے اپنی چستانِ حق بن کے سامنے اپنی اولاد اور اپنے اقربا کو خاک و خون کے سمندر میں تر تپتا ہوا دیکھنا برداشت کر سکتا ہے لیکن باطل کے سامنے نہ کبھی اس کا سر جھکا ہے اور نہ جھک سکتا ہے (خارجی جگہ گوشہ قبول کی زریں حیات سے تاریخِ اسلامی کے صفحات روشن ہیں، ایک غور مسلمان اپنی تمام گراں قدر دنیوی مال و متاع کو قربان کر سکتا ہے لیکن سرورِ دو عالم تاجدارِ مدینہ صلعم کی عزت و حرمت پر آنچ نہیں آنے دیتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ عصرِ رواں اپنے اندر اسلام اور پیرو اسلام کے لئے کتنے دہلک اور ہلاکت آفرین عناصر پوشیدہ کئے ہوئے ہے لہذا یہی اور اتحاد نے لوگوں کے قلوب پر اپنا قبضہ جمالیا ہے اور حق و باطل کو مخلوط کرنے کی ٹھان لی ہے یہ مسلمانوں میں ایامی اور روحانی قوت باقی رہ گئی ہے اور زعمی اور اجتہادی دہریت کا سیلاب آتا ہے اور بھولے بھالے غافل مسلمانوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ ہمارے پاؤں مضبوط نہیں جبل متیں کو ہم نے چھوڑ دیا ہے کلامِ الہی سے بے اعتنائی ہم نے اپنا شیوہ بنالیا ہے اور مادی کائنات کے پیشکدہ زرین اصولوں کو ہر کر کے ہم نے اغیار کے توجہاتِ باطلہ اور تخیلاتِ فاسدہ کو دین سمجھ رکھا ہے ملتِ حقہ کے غارتگر اور متاعِ ایمان کے ڈاکو بکثرت پرا ہو چکے ہیں جو سبز باغ دکھلا کر اپنے اپنے سچھکندوں سے فرزندِ توحید کا رشتہ رب الارباب خالقِ موجودات سے ٹوٹا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں ان کی آرزو ہے کہ اسلام کا سر و محبوب خدا صلعم کی غلامی کا طوق اپنے گلے سے اتار ڈالے اور باطل کے پھیلانے ہوئے دامِ تزویر و دجل میں گرفتار ہو کر خسرو الدنیا و الآخرة کی ابدی لعنت کو اپنے سر لے لے (نورِ بادشاہ) مجھے موجودہ دور کا مشرتقی دیتا بھی ابھی ایمان کے لیٹروں کی صف میں کھڑا ہوا دکھائی دیتا ہے ایک طرف میرے سامنے قرآن و حدیث نبوی کے نورانی اوراق ہیں جن کا ہر لفظ ہدایتِ نسلِ انسانی کیلئے خورشیدِ روحانیت کا حکم رکھتا ہے اور قیامِ امتِ اکبر کی ایک شیموسِ محمدانی اپنی تابانیوں کے ساتھ درخشندہ و روشن رہیگی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی بے نظیر زندگیاں میرے سامنے ہیں جنکی اسلامی خدمات جان نثارانہ قربانیاں مجاہدانہ سرگرمیاں لوحِ عالم سے ابد الابد تک محو نہیں ہو سکتیں۔ صلحائے امت اور اولیائے عظام کی بے مثل روحانیت میں ڈوبی ہوئی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں جن کا انکا کرنا آفتابِ نصف النہار کے وجود سے انکار کے مترادف ہے۔ دینِ باطل واضح اور عیان کو گویا ہے جسکی حقیقت نے نقاب کر دی گئی ہے۔ الیوم اکملت لکم دینیکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً علماً

خداوندی ہو چکا ہے اسلامی زندگی کا کوئی پہلو محتاج بیان اور تشنہ تشریح نہیں رہا۔ حق اور باطل کو جدا کر دیا گیا ہے مشاء
فلیومن ومن شاء فلیکفر دوسری طرف جب میری نظر مشرقی کے اقوال و خیالات پر پڑتی ہے تو دل بے چین و
مضطرب ہو جاتا ہے عالم تحریر میں ڈوب جاتا ہوں کہ اسلامی اصولوں سے ابتداء زمین و آسمان کا فرق حلوم ہوتا ہے کہیں
عقیدہ ایمان کی بنیاد کو گرایا جا رہا ہے اور کہیں ارکان اسلام سے انکار و اعراض جب کبھی مشرقی صاحب اپنے جدید
اجتہاد کے نشے میں غمخوار ہوتے ہیں تو انہیں خدا کی ہستی پر بھی یقین نہیں رہتا اور واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ خود
خدا کی ہستی اور اسکے صحیح نشانہ کے متعلق آج تک کوئی حتمی اور متفق علیہ دلیل نہیں مل سکتی۔ نماز اور روزہ حج و کوفہ کے مقدس
اسلامی فریضوں کی مسلمہ صورت سے انکار کرتے ہوئے انہیں ذرا سی جھجک بھی محسوس نہیں ہوتی۔ گون سا اسلامی عمل رہ گیا
ہے جبکہ اصلی بنیت سے مشرقی نے انکار نہ کیا ہو۔ قرآن ثلاثہ میں جو نماز رائج تھی۔ وہی اب بھی ہے لیکن وہ اس کو قطعاً
عبادت نہیں سمجھتا ریا تو کہنے کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ ہماری نمازیں وہ خشوع باقی نہیں رہا جو بنا چاہئے تھا۔ لیکن تواد
رکعات رکوع و سجود قوم و جلسہ والی مشروط بات و متنون صلوٰۃ سے تو کسی مسلمان کو اختلاف کی گنجائش باقی نہیں
رہتی اور یہ وہی مسلمان کہہ سکتا ہے جس کو مادی کائنات کے ارشادات عالیہ کی اطاعت منظور خاطر نہ ہو۔ ۱۵۰ اپنے دماغ کے
تراشیدہ قانون کو اپنی قانون حکمت پر غور و بالتذکرہ ترجیح دیتا ہو۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اب آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اسلامی اصول
آپ کے سامنے ہیں۔ اور مشرقی عقائد کے خلاف آپ کو بظاہر و باطن کو باطل کہنا مسلمان کا فرض اولین ہونا چاہیے
میں تو یہ عرض کرونگا کہ ہرگز نہیں کبھی اے اعرابی۔ اس راہ کی میری بزرگستان است۔

اب آپ غور و فکر سے تدبر و تفکر سے نصف مزاجی کے ساتھ متواضع اندیش و باطن میں تمیز کریں۔ اختر کو آپ کی غلط فہمی
اور دیانت ضمیر کا یقین ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ جذبہ کے ماتحت اس تحریک میں شامل ہوئے ہیں لیکن غلط فہمی بھی تو
انسان کے ساتھ ساتھ ہے بسا اوقات انسان سراب کو حقیقی پانی تصور کرتا ہے آپ مشرقی عقائد پر خوب گہری نظر ڈالیں
اور غیر جانبدارانہ آنکھ سے مطالعہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بطلان و فساد معلوم ہو جائیگا اور حقیقت بے نقاب ہو جائیگی۔
آپ کو معلوم ہے کہ اختر کو مشرقی سے کوئی ذاتی بغض و عداوت نہیں ہے اور نہ ہی میرا یہ اختلاف ناجائز تعصب ہٹ ہٹ صہری
پر مبنی ہے نہ ہی مجھ پر کسی مولوی کے اثرات کا غلبہ ہے کہ میں کسی کے خیالات سے متاثر ہو کر مشرقی کے خیالات کی تردید کر رہا
ہوں میں اس کے خیالات کو موجودہ دہریت و لادینی کا پروردہ پودا سمجھتا ہوں مشرقی میں خواہ کتنا ہی کام کرنے کا جذبہ
موجود ہو۔ لیکن جب تک اس کے اصول اسلام کے عالمگیر اصول سے متفق نہ ہوں گے وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ہرم
قابل کا حکم رکھتے ہیں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ موجودہ زمانہ میں علماء کا طبقہ اپنے صحیح مذہبی فرائض انجام دے رہا ہے اور
جو کچھ ان کا عمل ہے وہ عین اسلام ہے بلکہ عملی اسلامی قوت تو مفقود نظر آتی ہے الا انشاء اللہ لیکن اگر بالفرض مولوی کا
طرز عمل صحیح نہ بھی ہو تو اس سے مشرقی کا سماج ہونا لازماً نہیں آنا خود دنیا انقلابات سے لبریز ہی کیوں نہ ہو جائے۔
غایت اللہ کے یہ عقائد اور اصول کبھی تسلیم نہیں کئے جاسکتے رزق ادا دینی کے عقائد سے اس کے عقائد کچھ کم نہیں



کوئی ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرے؟

بزرگوار ہیں جو نے چند! الانصار

(اللہ کے دین کے) مددگاروں کا گروہ)

۱) آغاز کار۔ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۱۰ء نہایت بے مروت سامانی کے عالم میں مقام جامع مسجد بھیرہ میں مقدس جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

۲) تبلیغی کارنامہ۔ اٹھ سال کے عرصہ میں مبلغین و کارکنوں نے لاکھوں انسانوں کو پیغام حق سے روشناس کیا۔ تقریباً ساٹھ ہزار کی تعداد میں تبلیغی رپورٹ جمع کی گئی۔ اٹھ عظیم الشان تبلیغی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ دیہاتی مرکزوں میں حزب الانصار کے زیرِ اہتمام کم از کم چار سو جلسے منعقد ہوئے۔ مخالفین کے ساتھ تشریف کا مباح مناظرے ہوئے ہزاران مذہبین نے راہ حق قبول کیا۔ اور کئی سو اشخاص دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حزب الانصار کے مبلغین نے اس عرصہ میں ہم ہزار میل تبلیغی سفر کیا۔ ہاتھ نہ ملنے اسلام کی شاندار اسلامی خدمات اظہار میں آئیں۔

۳) تعلیم الاسلام۔ دارالعلوم عزیز آبادی شاخوں کے ساتھ قائم کیا گیا صد طالبان علوم دینی اس چشمہ سے انکے فضیلت چمکے ہیں، امیر حزب الانصار کی مساعی جمیلے میانی اور کھیتوہ میں بھی مدارس عربیہ قائم ہوئے قرآن مجید کے درس ترجمہ کا خاص انتظام کیا گیا۔

۴) یتیم خانہ یتیم و نادار اور مفلس بچوں کی ہر قسم کی تربیت کا انتظام کیا گیا۔

۵) احرامت و تعمیر جامع مسجد بھیرہ کی عمارت جو ۱۳۲۹ھ کے سیلابات سے خرد و خوار ہو چکی تھی اسکی مرمت پر سرسبز مولا نا طہور احمد صاحب امیر حزب الانصار متولی مسجد کو نذرانہ پور صرف ہوا دارالعلوم کے طلباء کیلئے کئی ہزار روپیہ کے صرف سہارا الاقامت تیار کر دیا گیا۔

۶) موجودہ حالت۔ دارالعلوم کے جمیع شعبوں اور درجوں میں بڑھ مدد کے قریب طلباء تعلیم پا رہے ہیں پانچ قابل فاضل مدرس قلم کے پورے ہیں جدید شمس الاسلام کے نچر ایک محرد قرار ایک لائبریری انڈین مبلغین کے مصارف بھی حزب الانصار کے درمیان سہ نکال کشمیر کی جہاں مفلس آبادی کا امان خطرہ میں کر دیاں شدہ غزائی مشن پورے زور و کام کر رہے ہیں ہاں سوا سترہ دیکھنے متقد در خواستیں دفتر میں موصول ہو چکی ہیں مگر حزب الانصار اپنی مالی کمزوریوں کی وجہ سے اب تک کوئی موثر لائحہ عمل تجویز نہیں کر سکی۔

۷) مامانہ مصارف۔ حزب الانصار کے مامانہ مصارف اوسطاً پانچ سو روپیہ کے قریب ہوتے ہیں۔ کوئی مستقل دریا آمدن نہیں کوئی وقف نہیں۔ محض خدا کے بھر دینے اور توکل پر سب کام جاری ہیں۔ میرے مسلمان بھائیو! کیا آپ کے... فرض نہیں کہ اسلامی لڑیہ کی آسپاری کریں اپنی آمد کا ایک حصہ دینی خدمت کیلئے وقف کر کے آپ اپنی میں سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں شمس الاسلام کے خریداریہ بجز الانصار کا تبلیغی دائرہ وسیع کر سکتے ہیں آپ کی زکوٰۃ اور صدقات سے مفلس نادار یتیم بچے عالم و فاضل اور مبلغ بن سکتے ہیں حزب الانصار کی موجودہ مالی حالت بے حد نازک صورت اختیار کر چکی ہے اسکی امداد کے لئے جلدی ماکھ بٹھائیے ورنہ...

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن خاک جاٹینگے ہم تم کو خبر نہ تے تک۔

خط و کتابت و تحویل زور بنام ناظم مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے۔

بزرگوار ہیں جو نے چند! الانصار